عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۰ | ۱۶ تا ۲۲/رجب ۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا ۷/مارچ ۲۰۲۱ء | شمارہ: ۹

مکہ مکرمہ کے تاریخی مقامات

ریاست بہاولپور کا تاریخی فیصلہ

شرم وحیا اور ہمارا معاشرہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

آپ کے مسائل

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

باپ مکمل ہبہ کرنے کے بعد جائیداد واپس نہیں لے سکتا

س:...... اگر بیٹے کے نام کوئی جائیداد ہو اور باپ کے حکم کے باوجود کسی دوسرے کے نام نہیں کرتا تو کیا اس نافرمانی کی صورت میں باپ دوسری ساری جائیداد سے بیٹے کو محروم نہیں کرسکتا؟

ج:...... باپ نے اگر کوئی جائیداد اپنے بیٹے کے نام محض کاغذات میں ہی کی ہے، اسے حقیقتاً مالک نہیں بنایا یعنی اس نیت سے ہبہ اور قبضہ نہیں دیا تو وہ جائیداد ابھی بھی باپ کی ملکیت ہی سمجھی جائے گی اور وفات کے بعد تمام ورثاء میں ان کے شرعی حصوں کے مطابق ہی تقسیم ہوگی۔ لیکن اگر باپ نے جائیداد بیٹے کو ہبہ کرکے قبضہ بھی دے دیا تھا، اسے حقیقتاً مالک بنادیا تھا تو اب ناراضگی کے بعد وہ اس سے واپس نہیں لے سکتا کیونکہ اب یہ بیٹے کی ملکیت ہے، ہاں دوسری اولاد کو بھی اگر اتنی ہی جائیداد نہیں دی تو دے دینی چاہئے تاکہ سب اولاد کے ساتھ برابری ہوجائے۔

س:...... عرض یہ ہے کہ میرے نانا کی جائیداد ہے، جس کا مقدمہ عدالت میں چل رہا ہے اور اس جگہ کی قیمت ڈیڑھ کروڑ روپے ہے۔ میرے نانا کے دو بچے ہیں: ایک میرے ماموں، ان کا انتقال ہوچکا ہے یعنی نانا کے انتقال کے بعد ان کا انتقال ہوا ہے، اور دوسری میری والدہ محترمہ ہے۔ ماموں کے بچے میری والدہ کو تین لاکھ روپے دے رہے ہیں جو کہ اس جگہ کی قیمت سے بہت کم ہے، لہٰذا آنجناب سے درخواست ہے کہ شرعی اور اسلامی طریقہ سے جو میری والدہ محترمہ کا حصہ بنتا ہے، اس پر آپ آنجناب فتویٰ دیں کہ نانا کے بعد ان کی اہلیہ (یعنی میری نانی کا) بھی انتقال ہوچکا ہے۔

ج:...... صورتِ مسؤلہ میں مرحوم کی تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کو شرعاً تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، جس میں سے دو حصے مرحوم کے بیٹے کے اور ایک حصہ مرحوم کی بیٹی کا ہوگا۔ لہٰذا کل مالیت اگر ڈیڑھ کروڑ ہے تو اس کے تین حصے کرنے سے ایک حصہ پچاس لاکھ بنتا ہے جو کہ آپ کی والدہ محترمہ کا ہے۔ ان کو صرف تین لاکھ روپے دینا ظلم ہے۔ ان کا مکمل حصہ دینا ضروری ہے، ورنہ کل قیامت کے دن یہ ظالموں کی صف میں کھڑے ہوں گے اور وہاں ایک ایک پائی کا حساب دینا ہوگا۔

ساس اور سسر محرمات ابدیہ ہیں

س:...... شوہر کا انتقال ہوجائے تو کیا سسر پھر بھی اس کے لئے محرم ہیں یا نہیں، اسی طرح اگر بیوی کا انتقال ہوجائے تو ساس محرم رہیں گی یا نہیں، اسی طرح اگر میاں بیوی میں طلاق ہوجائے تو کیا ساس اور سسر پھر بھی محرم ہوں گے یا نہیں؟

ج:...... ساس اور سسر محرمات ابدیہ میں سے ہیں، یعنی ہمیشہ کے لئے محرم ہیں۔ اس لئے میاں بیوی میں سے کسی کا انتقال ہوجائے یا ان دونوں میں طلاق اور جدائی ہوجائے تب بھی ان کے محرمیت کے رشتہ میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ وہ پہلے کی طرح ہی محرم ہوں گے۔ ہاں اگر خدانخواستہ عزت کو خطرہ ہو تو احتیاط کرنا لازم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوت
کراچی
جلد:۴۰ ۱۶تا۲۲/رجب المرجب۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا۷/مارچ ۲۰۲۱ء شمارہ:۹

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیراعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیراعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظوراحمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

اسرائیل نامنظور ملین مارچ	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
مکہ مکرمہ کے تاریخی مقامات	۶	ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی
شرم وحیاء اور ہمارا معاشرہ	۹	مولانا عبدالقادر فرید قاسمی
کُل کراچی بین المدارس تقریری مقابلہ (۳)	۱۲	مولانا محمد شعیب کمال
سیّدنا صدیق اکبرؓ اور واقعۂ ہجرت (۳)	۱۴	مفتی خالد محمود
ظہورِ امام مہدی علیہ الرضوان......(۶)	۱۶	حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ
....ریاست بہاولپور کا تاریخی فیصلہ	۱۸	مولانا محمد وسیم اسلم
سیرت پاک کے چند روشن ابواب....(۷)	۲۱	حافظ محمود راجا، سجاول
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۳	ادارہ
ایک روزہ تحفظ ختم نبوت کورس	۲۶	مولانا محمد رضوان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰/روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019**
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018**
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

اسرائیل نامنظور ملین مارچ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

جب سے پی ٹی آئی کی حکومت برسرِ اقتدار آئی ہے، اس دن سے ملحدین، مرتدین کے علاوہ وطن دشمن قزاقوں کو کھل کھیلنے کا موقع مل گیا ہے۔ نعرہ تو مدینہ کی ریاست کا لگایا جاتا ہے، لیکن دوسری طرف قومی اسمبلی اور میڈیا شوز میں اسرائیل کو تسلیم کرنے کی باتیں کی جاتی ہیں، اسی طرح ایک اسرائیل کے ایجنٹ کی جانب سے اسلام آباد میں کیمپ کے اوپر اسرائیل کا جھنڈا لگا کر پاکستانیوں کا ردِعمل چیک کیا جاتا ہے اور کبھی خاموشی سے حکومتی نمائندہ کو اسرائیل کا دورہ کرنے کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔ عوام میں اسرائیل کے خلاف جب غم وغصہ کا اظہار کیا جاتا ہے، تو جناب وزیر اعظم صاحب کہتے ہیں کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم اسرائیل کو تسلیم کریں۔ موجودہ حکومت کی اس دورخی پالیسی اور ان کے مخفی عزائم کو بھانپتے ہوئے قائد ملت اسلامیہ، جمعیت علمائے اسلام کے امیر اور پی ڈی ایم کے سربراہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے اپنی جماعت کے زیر اہتمام ۲۱/جنوری ۲۰۲۱ء بروز جمعرات نیو ایم اے جناح روڈ نزد مزارِ قائد کراچی پر ”اسرائیل نامنظور ملین مارچ“ منعقد کرنے کا اعلان کیا۔ اس ملین مارچ میں اخبارات کے مطابق لاکھوں لوگ اُمڈ آئے، جمعیت علمائے اسلام کے زیر اہتمام اس ملین مارچ میں مسلم لیگ نون، پی پی پی، جماعت اسلامی، جمعیت علمائے پاکستان کے وفود اور نمائندوں کی شرکت کے علاوہ جناب محمود خاں اچکزئی نے اپنی جماعت کی نمائندگی کرتے ہوئے اس میں شرکت کی۔

اس ملین مارچ میں مسجد اقصیٰ کے امام وخطیب جناب شیخ عکرمہ صبری صاحب اور غزہ سے حماس کے راہنما ڈاکٹر اسماعیل ہانیہ صاحب نے بھی خطاب کیا۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے اس اسرائیل نامنظور ملین مارچ میں عربی اور اردو دونوں زبانوں میں خطاب کیا۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے عرب دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

”ہمارے عقیدے کی سرخ لکیر فلسطین ومسجد اقصیٰ ہے، ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کبھی بھی کسی بھی صورت آپ کی آزادی کے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ فلسطینی بھائیوں کو پیغام دینا چاہتا ہوں کہ پاکستانی قوم خون کے آخری قطرے تک آپ کے ساتھ کھڑی ہے، فلسطین کو جب تک آزادی نہیں ملے گی، جب تک مسجد اقصیٰ کو یہودیوں کے پنجے سے آزادی نہیں ملے گی، تب تک ہم کسی صورت اسرائیل کو تسلیم نہیں کریں گے۔ یہ اجتماع امت مسلمہ کی نمائندگی کررہا ہے، شاہ فیصل مرحوم نے فرمایا تھا کہ: تمام عرب اسرائیل کو تسلیم کرلیں، پھر بھی ہم اسرائیل کو تسلیم نہیں کریں گے۔

بانئ پاکستان نے اعلان کیا تھا کہ: اسرائیل نے مسلمانوں کی پیٹھ میں خنجر گھونپا ہے، ہم اس کو کسی صورت تسلیم نہیں کریں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ۱۹۴۰ء میں جب پاکستان نہیں بنا تھا اور اسرائیل بھی نہیں بنا تھا، قرارداد میں بانئ پاکستان نے کہا تھا کہ: یہودی فلسطینی بستیوں میں آبادیاں بنا رہے ہیں اور ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے، اگر ۱۹۴۰ء کی قرارداد پاکستان کے وجود کا سبب بن سکتی ہے تو اس بات کی بھی یہی قرارداد ثبوت بن سکتی ہے۔ جب اسرائیل بنا تھا تو اسرائیل کے پہلے وزیراعظم نے تقریر میں کہا تھا کہ اسرائیل کی پہلی ترجیح نوزائد ملک کو ختم کرنا ہے، ان کی خارجہ پالیسی ہی پاکستان کے خاتمہ کے لئے ہے، ہم بانئ پاکستان کو پاکستان کی اساس قرار دیتے ہیں تو انہوں نے اقوام متحدہ میں جو موقف دیا تھا، وہ اسرائیل کے غاصبانہ قبضے کے خلاف تھا۔ پاکستانی وزیر خارجہ قادیانی سر ظفر اللہ نے وزیر خارجہ ہونے کے باوجود پاکستانی موقف کے بجائے اس وقت بھی قادیانی موقف کو اپنایا تھا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے خطاب میں نومنتخب امریکی صدر جو بائیڈن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ: وہ جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں، کشمیری اور فلسطینیوں کی جمہوری آزادی اور ان کی رائے کا احترام کیا جائے اور امریکا فوری طور پر بیت المقدس کو اسرائیل کا دارالحکومت بنانے کا فیصلہ واپس لے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے مزید کہا کہ: اسرائیل کے خلاف میری تقریر کو لائیو دکھانے پر پابندی لگائی گئی ہے، لیکن میری آواز دنیا کے کونے کونے تک پہنچ چکی ہے، اسرائیل کو تسلیم کسی صورت نہیں کرنے دیا جائے گا۔

مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ: ''حرمین شریفین کا تحفظ ہمارا فریضہ ہے، سعودی عرب اور وہاں کی عوام کو یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان کا بچہ بچہ تحفظ کے لئے تیار ہے، جنہوں نے فلسطین پر قبضہ کرایا ہے، وہی حرمین پر قبضے کی کوشش کررہے ہیں۔''

اس اسرائیل نامنظور ملین مارچ میں جہاں اخبارات کے مطابق عوام کا سمندر اُمڈ آیا، وہاں پاکستانی میڈیا سے اس ملین مارچ کا بلیک آؤٹ کیا گیا۔ ٹی وی چینلوں کو براہِ راست اس کی کوریج سے روکا گیا، لیکن دوسری طرف جمعیت علمائے اسلام سے نکالے گئے، دو تین افراد نے اسرائیل کو تسلیم کرنے کے حق میں پریس کانفرنس کرنا چاہی تو حکومتی افراد نے تمام ٹی وی چینلز کو ہدایات جاری کیں کہ اس پریس کانفرنس کو کوریج دی جائے۔ کیا کہا جائے کہ وزیراعظم کا اسرائیل کو تسلیم نہ کرنے کا بیان حقیقت پر مبنی ہے یا عوام کو دھوکا دے کر مخفی طور پر اسرائیل کو تسلیم کرنے والے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کی کوشش ہے، فیصلہ عوام کریں۔

لہٰذا دین اور وطن کی خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ پاکستان کے آئین پر مکمل عمل کیا جائے، پاکستان کے نظریہ کی حفاظت کی جائے اور جن بنیادوں اور نظریات پر یہ ملک حاصل کیا گیا تھا، ان بنیادوں کو مزید مستحکم اور ان نظریات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تمام وسائل بروئے کار لائے جائیں۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

مکہ مکرمہ کے تاریخی مقامات

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

بیت اللہ: بیت اللہ شریف، اللہ تعالیٰ کا گھر ہے جس کا حج اور طواف کیا جاتا ہے۔ اس کو کعبہ بھی کہتے ہیں۔ یہ پہلا گھر ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے لئے زمین پر بنایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا، وہی ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے جو تمام دنیا کے لئے برکت و ہدایت والا ہے''

(آل عمران)

بیت اللہ مسجد حرام کے قلب میں واقع ہے اور قیامت تک یہی مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں صرف فرض نمازوں کے وقت خانہ کعبہ کا طواف رکتا ہے۔ باقی دن رات میں ایک گھڑی کے لئے بھی بیت اللہ کا طواف بند نہیں ہوتا۔ بیت اللہ کی اونچائی ۱۴ میٹر ہے جب کہ چوڑائی ہر طرف سے کم و بیش ۱۲ میٹر ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی ۱۲۰ رحمتیں روزانہ اس گھر (خانہ کعبہ) پر نازل ہوتی ہیں، جن میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں پر، چالیس وہاں نماز پڑھنے والوں پر اور بیس خانہ کعبہ کو دیکھنے والوں پر۔''

اگر بیت اللہ کا قریب سے طواف کیا جائے تو سات چکر میں تقریباً ۳۰ منٹ لگتے ہیں، لیکن دور سے کرنے پر تقریباً ایک سے دو گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ طواف زیارت (حج کا طواف) کرنے میں کبھی کبھی اس سے بھی زیادہ وقت لگ جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ بیت اللہ پر پہلی نظر پڑنے پر جو دعا مانگی جاتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق بیت اللہ شریف کو ہر سال غسل بھی دیا جاتا ہے۔

حطیم: یہ دراصل بیت اللہ ہی کا حصہ ہے، لیکن قریش مکہ کے پاس حلال مال میسر نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے تعمیرِ کعبہ کے وقت یہ حصہ چھوڑ کر بیت اللہ کی تعمیر کی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کعبہ شریف میں داخل ہو کر نماز پڑھنا چاہتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر حطیم میں لے گئے اور فرمایا: جب تم بیت اللہ (کعبہ) کے اندر نماز پڑھنا چاہو، تو یہاں (حطیم میں) کھڑے ہو کر نماز پڑھ لو۔ یہ بھی بیت اللہ شریف کا حصہ ہے۔ تیری قوم نے بیت اللہ (کعبہ) کی تعمیر کے وقت (حلال کمائی میسر نہ ہونے کی وجہ سے) اسے (چھت کے بغیر) تھوڑا سا تعمیر کرا دیا تھا۔ بیت اللہ کی چھت سے حطیم کی طرف بارش کے پانی کے گرنے کی جگہ (پرنالہ) میزاب رحمت کہی جاتی ہے۔

حجرِ اسود: حجرِ اسود قیمتی پتھروں میں سے ایک پتھر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی روشنی ختم کر دی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرتا تو یہ پتھر مشرق اور مغرب کے درمیان ہر چیز کو روشن کر دیتا۔ حجرِ اسود جنت سے اترا ہوا پتھر ہے جو کہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، لیکن لوگوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا ہے۔ حجرِ اسود کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جن سے وہ بولے گا اور گواہی دے گا اس شخص کے حق میں جس نے اس کا حق کے ساتھ بوسہ لیا ہو۔ حجرِ اسود کے استلام سے ہی طواف شروع کیا جاتا ہے اور اسی پر ختم کیا جاتا ہے۔ حجرِ اسود کا بوسہ لینا یا اس کی طرف دونوں یا داہنے ہاتھ سے اشارہ کرنا ''استلام'' کہلاتا ہے۔

ملتزم: ملتزم کے معنی ہیں چمٹنے کی جگہ کے۔ حجرِ اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان ڈھائی گز کے قریب کعبہ کی دیوار کا جو حصہ ہے، وہ ملتزم کہلاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ چمٹ کر دعائیں مانگی تھیں، یہ دعاؤں کے قبول ہونے کی خاص جگہ ہے۔

رکنِ یمانی: بیت اللہ کے تیسرے کونہ کو رکن یمانی کہتے ہیں۔ رکنِ یمانی کو چھونا گناہوں کو مٹاتا

ہے۔ رکنِ یمانی پر ۷۰ فرشتے مقرر ہیں، جو شخص وہاں جا کر یہ دعا پڑھے: (رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنيَا حَسَنَةً وَّفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ) تو وہ سب فرشتے آمین کہتے ہیں، یعنی یا اللہ! اس شخص کی دعا قبول فرما۔

مقامِ ابراہیم: یہ ایک پتھر ہے، جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو تعمیر کیا تھا۔ اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات ہیں۔ یہ کعبہ کے سامنے ایک جالی دار شیشے کے چھوٹے سے قبہ میں محفوظ ہے جس کے اطراف میں پیتل کی خوشنما جالی نصب ہے۔ حجرِ اسود کی طرح یہ پتھر بھی جنت سے لایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی روشنی ختم کر دی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرتا، تو یہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہر چیز کو روشن کر دیتا۔ طواف سے فراغت کے بعد طواف کی دو رکعت اگر سہولت سے مقامِ ابراہیم کے پیچھے جگہ مل جائے تو مقامِ ابراہیم کے پیچھے ہی پڑھنا بہتر ہے۔

مسجدِ حرام: مسلمانوں کی سب سے بڑی مسجد (مسجدِ حرام) مقدس شہر مکہ مکرمہ کے وسط میں واقع ہے۔ مسجدِ حرام کے درمیان میں بیت اللہ ہے جس کی طرف رُخ کر کے دنیا بھر کے مسلمان ایمان کے بعد سب سے اہم رکن یعنی نماز کی ادائیگی کرتے ہیں۔ دنیا میں سب سے پہلی مسجد ''مسجدِ حرام'' ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ زمین میں سب سے پہلی کون سی مسجد بنائی گئی؟ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مسجدِ حرام! حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اس کے بعد کون سی؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجدِ اقصیٰ۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ دونوں کے درمیان کتنے وقت کا فرق ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چالیس سال کا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین مساجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد کا سفر اختیار نہ کیا جائے؟ مسجد نبوی، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اس مسجد میں نماز کا ثواب دیگر مساجد کے مقابلے میں ہزار گنا زیادہ ہے سوائے مسجدِ حرام کے۔ اس میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔

صفا و مروہ: صفا و مروہ دو پہاڑیاں تھیں جو اِن دنوں حجاجِ کرام کی سہولت کے لئے تقریباً ختم کر دی گئی ہیں۔ صفا و مروہ اور اس کے درمیان کا مکمل حصہ اب ایئر کنڈیشنڈ ہے۔ صفا و مروہ کے درمیان حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی تلاش میں سات چکر لگائے تھے اور جہاں مرد حضرات تھوڑا تیز چلتے ہیں یہ اس زمانہ میں صفا و مروہ پہاڑیوں کے درمیان ایک وادی تھی جہاں سے ان کا بیٹا نظر نہیں آتا تھا۔ لہٰذا وہ اس وادی میں تھوڑا تیز دوڑی تھیں۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اس عظیم قربانی کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر قیامت تک آنے والے تمام مرد حاجیوں کو اس جگہ تھوڑا تیز چلنے کی تعلیم دی، لیکن شریعتِ اسلامیہ نے صنف نازک کے جسم کی نزاکت کے مدنظر اس کو صرف مردوں کے لئے سنت قرار دیا ہے۔ سعی کا ہر چکر تقریباً ۳۹۵ میٹر لمبا ہے، یعنی سات چکر کی مسافت تقریباً پونے تین کلو میٹر بنتی ہے۔ نیچے کی منزل کے مقابلہ میں اوپر والی منزل پر اژدہام کچھ کم رہتا ہے۔ قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس پہاڑی سے ایک ایسا جانور نکلے گا جو انسانی زبان میں بات کرے گا۔

منیٰ: منیٰ مکہ مکرمہ سے ۴ یا ۵ کلو میٹر کے فاصلہ پر دو طرفہ پہاڑوں کے درمیان ایک بہت بڑا میدان ہے۔ حجاج کرام ۸ ذوالحجہ کو اور اسی طرح ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذوالحجہ کو منیٰ میں قیام فرماتے ہیں۔ منیٰ میں ایک مسجد ہے، جسے مسجد خیف کہا جاتا ہے۔ اسی مسجد کے قریب ''جمرات'' ہیں، جہاں حجاجِ کرام کنکریاں مارتے ہیں۔ منیٰ ہی میں قربان گاہ ہے، جہاں حجاجِ کرام کی قربانیاں کی جاتی ہیں۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

عرفات: عرفات، منیٰ سے تقریباً آٹھ دس کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ میدان عرفات کے شروع میں مسجد نمرہ نامی ایک بہت بڑی مسجد ہے جس میں زوال کے فوراً بعد خطبہ ہوتا ہے۔ پھر ایک اذان اور دو اقامت سے ظہر اور عصر کی نمازیں جماعت سے ادا ہوتی ہیں۔ اسی جگہ پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تھا جو خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے معروف ہے۔ مسجد نمرہ کا اگلا حصہ عرفات کی حدود سے باہر ہے۔ منیٰ و مزدلفہ حدودِ حرم کے اندر جب کہ عرفات حدودِ حرم سے باہر ہے۔ یہی وہ جگہ ہے، جہاں حج کا سب سے اہم رکن ادا ہوتا ہے، جس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وقوفِ عرفہ ہی حج ہے۔

مزدلفہ: ۹/ ذوالحجہ کو غروبِ آفتاب کے بعد حجاجِ کرام عرفات سے مزدلفہ آکر عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کرتے ہیں۔ یہاں رات کو قیام فرماتے ہیں اور نمازِ فجر کے بعد قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاِذَا اَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ (البقرہ) جب تم عرفات سے واپس ہو کر مزدلفہ آؤ، تو یہاں مشعر حرام کے پاس اللہ کے ذکر میں مشغول رہو۔ اس جگہ ایک مسجد بنی ہوئی ہے جس کو مسجد مشعر حرام کہتے ہیں۔ مزدلفہ منیٰ سے تین یا چار کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

وادئ محسر: منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان میں ایک وادی ہے جس کو وادئ محسر کہتے ہیں۔ یہاں سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق گزرتے وقت تھوڑا تیز چل کر گزرا جاتا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے ابرہہ بادشاہ کے لشکر کو ہلاک و تباہ کیا تھا، جو بیت اللہ کو ڈھانے کے ارادہ سے آرہا تھا۔

جمرات: یہ منیٰ میں تین مشہور مقام ہیں جہاں اب دیوار کی شکل میں بڑے بڑے ستون بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں ان تین جگہوں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ان میں سے جو مسجدِ خیف کے قریب ہے، اسے جمرۂ اولیٰ، اس کے بعد بیچ والے جمرہ کو جمرۂ وسطیٰ اور اس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف آخری جمرۂ کو جمرۂ عقبہ یا جمرۂ کبریٰ کہا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شیطان نے ان تین مقامات پر بہکانے کی کوشش کی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان تین مقامات پر شیطان کو کنکریاں ماری تھیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس عمل کو قیامت تک آنے والے حاجیوں کے لئے لازم قرار دے دیا۔ حجاج کرام بظاہر جمرات پر کنکریاں مارتے ہیں، لیکن درحقیقت شیطان کو اس عمل کے ذریعہ دھتکارا جاتا ہے۔ رمی یعنی جمرات پر کنکریاں مارنا حج کے واجبات میں سے ہے۔ دسویں، گیارہویں اور بارہویں ذوالحجہ کو رمی کرنا (یعنی ۴۹ کنکریاں مارنا) ہر حاجی کے لئے ضروری ہے۔ تیرہویں ذوالحجہ کی رمی (یعنی ۲۱ کنکریاں مارنا) اختیاری ہے۔

مولد النبی: مروہ کے قریب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی جگہ ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں ۹ یا ۱۲/ ربیع الاول کو نبی اکرم، رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے تھے۔ اس جگہ پر ان دنوں مکتبہ (لائبریری) قائم ہے۔

غارِ ثور: یہ غار، جبلِ ثور کی چوٹی کے پاس ہے۔ یہ پہاڑ مکہ سے چار کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور غار ایک میل کی چڑھائی پر واقع ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ ہجرت کے وقت اسی غار میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تین دن قیام فرمایا تھا۔

غارِ حرا: یہاں قرآنِ کریم نازل ہونا شروع ہوا تھا۔ سورۂ اقرأ کی ابتدائی چند آیات اسی غار میں نازل ہوئی تھیں۔ یہ غار، جبلِ نور (پہاڑ) پر واقع ہے۔ یہ پہاڑ مکہ مکرمہ سے منیٰ جانے والے اہم راستہ پر مسجدِ حرام سے تقریباً چار کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ اس کی اونچائی تقریباً دو ہزار فٹ ہے۔

جنت المعلّیٰ: یہ مکہ مکرمہ کا قبرستان ہے۔ یہاں پر ام المومنین حضرت خدیجہؓ، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور اولیاء اللہ مدفون ہیں۔

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

شرم وحیاء اور ہمارا معاشرہ

مولانا عبدالقادر فرید قاسمی

اسلام نے شخصیت سازی پر بھرپور توجہ دی ہے، اخلاقیات کے عنوان سے انسانیت کے ہر گوشہ میں مکمل رہنمائی فرمائی ہے، ہر طریق سے بداخلاقی کا سدباب کیا ہے، غرض یہ کہ مذہب اسلام نے انسان میں انسانیت لانے اور آدمی کو آدمیت سے مزین کرنے کے لئے بے مثال ہدایتیں جاری کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:''ان لکل دین خلقا وخلق الاسلام الحیاء''ہر مذہب کا کچھ نا کچھ خاص امتیازی وصف ہوتا ہے، چنانچہ مذہب اسلام کا وصف خاص حیاء ہے، دیگر مذاہب کے مقابلہ میں حیاء کو اسلام کا وصف خاص قرار دینا اس بات کی علامت ہے کہ اسلام کی نظر میں اخلاقیات کی کیا اہمیت و وقعت ہے، کیونکہ حیاء ایک ایسا لفظ ہے جس کے عناصر و اقسام حسن معاشرت وحسن عبادت کو جامع ہے، اس لئے کہ حیاء ہی تمام فضائل کی بنیاد، اخلاقیات کی منبع، سلوک واحسان کے تمام مراتب ومنازل کے لئے اصل الاصول ہے۔

حیاء کی تعریف:

حیاء کا لغوی معنی سنجیدگی، متانت، وقار اور اصطلاحی تعریف نفس کا ہر ناپسندیدہ، قبیح چیز سے رکنا، ابن حجرؒ نے حیاء کی تعریف یوں فرمائی:''حیاء ایک ایسی صفت ہے جو صاحب حیاء کو ہر ناپسندیدہ چیز سے پرہیز کرنے اور دوسروں کی حق تلفی سے باز رہنے پر ابھارتی ہے۔'' حیاء کا ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ:''آدمی کی وہ عادت جو آدمی کو ہر قبیح ومکروہ چیز سے محفوظ ومامون رکھے۔''

حیاء اور قرآنی تعلیم:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حیاء کے متعلق کہیں صراحتاً اور کہیں اشارتاً تعلیم دی ہے اور کہیں بڑے اہتمام سے اس وصف خاص کو ذکر فرمایا ہے جو باری تعالیٰ کی پسندیدگی کا مظہر ہے، قرآن مجید میں تقویٰ کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:''ولباس التقوی ذالک خیر''اس جگہ امام حسن اور معبد جہنی نے لباس التقوی کی تفسیر ''الحیاء'' سے فرمائی ہے، معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو حیاء کی صفت اور حیاء کا لباس بے حد پسند ہے، اسی وجہ سے اس لباس کو سراسر خیر سے تعبیر فرمایا، قرآن پاک میں ایک جگہ شہر مدین کا تذکرہ آیا ہے کہ ایک کنویں کے قریب ایک لڑکی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لئے پہنچی، اس کے چل کر آنے میں شرم وحیاء کا جو غلبہ تھا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ قد وقامت، رنگ وروپ کے تذکرہ کے بجائے خصوصیت کے ساتھ اس کی صفت حیاء کا تذکرہ فرمایا تاکہ امت کے صنف نازک کو یہ پتہ چلے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک عورت کے لئے محبوب ترین چیز حیاء، عفت وعصمت ہے اور ایک عورت کی یہی اصل خوبصورتی ہے، ایک جگہ قرآن نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:''ان ذالکم کان یؤذی النبی فیستحی منکم''جب تم اپنے نبی کے گھر کھانے سے فارغ ہوجاؤ تو وہاں سے رخصت ہوجاؤ، کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے اس طرح بیٹھے رہنے سے تکلیف ہوتی ہے، اگر چہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم کو غلبہ حیاء کی وجہ سے گھر سے اٹھنے اور باہر جانے کے لئے نہیں کہہ سکتے، اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیر رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:''نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا یہ نبی کے لئے ایذا رسانی کا سبب ہوگا، لیکن نبی علیہ السلام شدت حیاء کی وجہ سے منع نہیں کریں گے، اسی جگہ پر امام شوکانی رقم طراز ہیں کہ:''نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے بڑی حیاء آتی ہے: اب کھانا کھاچکے ہو تو کھڑے ہوجاؤ اور باہر نکلو۔''

حیاء اور حدیث کی تعلیم:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حیاء کے متعلق مرد وزن دونوں کو یکساں تاکیدی احکامات و رہنمائی دی ہے۔ ایک موقع پر ارشاد فرمایا:''علموا رجالکم''(المائدہ)''وعلموا نساؤکم''(النور) اپنے مردوں کو سورہ مائدہ اور عورتوں کو سورہ نور کی سکھلاؤ، کیونکہ ان سورتوں میں پاکیزہ زندگی کے طور طریق بیان کئے گئے ہیں، ایک جگہ ارشاد

فرمایا:الحیاء خیر کلہ حیاء سراسر بھلائی ہی ہے،والحیاء لایتی الابخیر حیاء سے خیر ہی صادر ہوتی ہے،ایک حدیث میں تو حیاء کو ایمان کا حصہ ہی قرار دے دیا گیا،الحیاء شعبہ من الایمان ،ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام سے گزر رہے تھے دیکھا کہ ایک شخص اپنے بھائی کو ڈانٹتے ہوئے کہہ رہا تھا:''شرم مت کرو'' نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا: ''دعہ فان الحیاء من الایمان ''اس کو یوں ہی رہنے دو شرم وحیاء ایمان کا حصہ ہے،ایک موقع پر ارشاد فرمایا:''الحیاء من الایمان والایمان فی الجنة والبذاء من الجفاء فی النار ''کہ حیاء موجب دخول جنت ہے اور بے حیائی کا انجام جہنم ہے،قدرے طویل حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا: ''استحیوا من اللہ حق الحیاء'' ...لوگو!اللہ سے حیاء کرو جیسے حیاء کرنے کا حق ہے... صحابہ کرام نے کہا:''انا نستحیی والحمدللہ''،ہم اللہ کی توفیق سے حیاء کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیاء وہ نہیں جو تم سمجھ رہے ہو حیاء یہ ہے کہ''ان تحفظ الرؤس وما وعی ''اپنے سر کی (آنکھ، کان، زبان بشمول) حفاظت کرو اور دماغ کو خبیث افکار و خیالات سے محفوظ رکھو، ''والبطن وما حوی'' اپنے پیٹ کی بشمول شرم گاہ حفاظت کرو یعنی حرام، مشتبہ غذا سے کلی اجتناب کرو وتذکر الموت والبلی موت اوراس کے بعد کے انجام کو کثرت سے یاد کرو ومن اراد الآخرة وترک زینة الدنیا وآثر علی الاولی جو آخرت کا طلب گار ہو گا وہ دنیا کی زیب وزینت اوراس کی بوقلمونیوں سے ترک تعلق کرے گا اور دنیا پر آخرت کی دائمی زندگی کو ترجیح دے گا پھر آگے ارشاد فرمایا:''ومن فعل ذالک فقد استحیا من اللہ حق الحیاء ''جو شخص یہ چار کام کرلے گا وہ حقیقی معنی میں اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے والا ہوگا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیاء سے متعلق ایک ایسی بات ارشاد فرمائی، اگر کسی مومن کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان کی اہمیت اور خوفِ خدا رہے گا اس کا دل لرز اٹھے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''ان الحیاء والایمان قرنا جمیعا فاذا رفع احدھما رفع الآخر ''حیاء اور ایمان دونوں ساتھ رہتے ہیں، جب ان میں سے کوئی ایک اٹھا لیا جائے گا تو دوسرا بھی اٹھا لیا جائے گا۔ان تمام مبارک فرمودات کا خلاصہ یہ نکلا کہ حیاء ہی سے ایمان کو جلا ملتی ہے اور حیاء ہی سے انسان کے قول وفعل میں حسن وجمال پیدا ہوتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ بے حیاء انسان کسی ضابطۂ اخلاق کا پابند نہیں ہوتا ہے،اسی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اذا لم تستحی فاصنع ما شئت'' ...بے حیاء باش وہرچہ خواہی کن ...(جب تمہارے اندر حیاء ہی نہیں رہی تو اب جو چاہو وہ کرو)۔

حیاء اور اکابرین امت:

حیاء ایک انسانی فطرت ہے قدرت نے انسان کو حیاء کے ساتھ پیدا کیا ہے کسی انسان کا یہ کمال ہوتا ہے کہ وہ صفت حیاء سے فائدہ اٹھا لیتا ہے ایسے لوگوں سے اس صفت کا اظہار بھی ہوتا رہتا ہے، کسی انسان کے اندر حیاء کی چنگاری ماحول کے گرداب میں مخفی رہ جاتی ہے، چنانچہ بے حیائی وبے شرمی جو کہ حیاء کی ضد ہے، اس کا ظہور ہونے لگتا ہے، اکابرین امت اس فطری صفت کو جو ماحول کی پراگندگیوں کی وجہ سے قابل استفادہ نہیں رہی قابل استفادہ بنانے کی ادھیڑ بن میں رہتے ہیں تاکہ لوگوں کے قول وفعل میں حسن و جمال پیدا ہوجائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:من قل حیاؤہ قل ورعہ ومن قل ورعہ مات قلبہ جن میں حیاء کی کمی ہے اس میں حیاء کی کمی ہے اور جس میں ورع وتقویٰ کی کمی ہے، جیتے جی اس کا دل مردہ ہوجاتا ہے (ورع نام ہے مشتبہات سے بچنے کا) اہلِ ایمان کے لئے دل کا مردہ ہو جانا یہ مقام خوف ہے اسی کو قساوۃ قلبی کہا جاتا ہے، جو اس دنیا میں ایک نقد عذاب سے کم نہیں ہے۔اللھم انا نعوذبک من قسوۃ قلبہ ومماتہ فی حین حیاتنا ،ابن قیمؒ نے حیاء کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اہلِ خواص اور سالکین راہ طریقت کے مدارج ومنازل میں سب سے پہلی منزل حیاء ہے، جو اس صفت سے متصف ہوگیا وہ حق جل مجدہ کی معیت محسوس کرے گا''،یعنی حق تعالیٰ کے تجلیات وانوارات کا ادراک کرتا رہے گا، یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ خدا تعالیٰ کی معیت کا احساس ہونے لگے، اللھم ارزقنا منه۔

حضرت جنیدؒ نے حیاء کی حقیقت یوں بیان فرمائی: حیاء ایک ایسی صفت ہے جو انسان کو مکروہ چیزوں کے ترک کرنے اور دوسروں کی حق تلفی سے باز رہنے کی تلقین کرتی ہے۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ نے شقاوۃ قلبی کی نشانیوں میں سے قلت حیاء کو شمار فرمایا ہے۔حضرت ابن عطاءؒ کا کہنا ہے کہ جس شخص میں رعب اور حیاء ختم ہوجائے اب اس میں کچھ خیر باقی نہیں رہا۔ ابن ابی الدنیاؒ نے کسی حکیم کا حیاء کے متعلق قول نقل کیا ہے،ان تستحی

إن تسأل ما تحب وتأتي ما يكره حياء یہ ہی کہ آدمی اپنی پسندیدہ چیز کا سوال کرنے سے اور مکروہ عمل کے کرنے سے حیاء کرے۔

قرآن وحدیث کی اس تفصیل سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حیاء کی کس قدر اہمیت و وقعت ہے، کیوں نہ ہو حیاء ایمان کا حصہ، ترک معصیت کا ذریعہ، طاعات کی طرف رغبت کا سبب ہے، حیاء کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ صاحبِ حیاء دنیا وآخرت کی رسوائی سے محفوظ رہتا ہے۔

موجودہ معاشرہ کی صورت حال:

جس نبی نے اپنی امت کو حیاء کا درس دیا اور حیاء کو اسلام کا طرہ امتیاز بتلایا، اور خود حیاء کا لباس زیب تن کیا، اور حیاء بھی آپ کے اندر اس قدر کہ کسی کو آنکھ بھر کر دیکھ نہیں پاتے، حیاء کے مزاج کو اپنے اعزہ واقربا اور اپنے اصحاب میں ایسے کوٹ کوٹ کر بسایا کہ آپ کے داماد کو کامل الحیاء والایمان کا لقب ملا اور صاحبزادیؓ نے وصیت فرمائی ''میرا جنازہ رات کی تاریکی میں اٹھانا تاکہ کسی کو بنت محمد کے جسم کے ساخت و پرداخت کا پتہ بھی نہ چل سکے۔'' یہ شرم وحیاء تھی، اس نبی کی اور ان کے اصحاب واعزہ کی اور آپ اسی بات کی تعلیم اپنی امت کو بھی دیتے رہے، لیکن کیا آج اس نبی کی محبت کا دم بھرنے والے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی شرم وحیاء اس جیسی تو بعید از خیال ہے اس کی کچھ رمق بھی باقی ہے؟ اسلام کی پاکیزہ تہذیب اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف ستھرا بے داغ اسوہ حسنہ موجود رہنے کے باوجود ہم کو مغربی تہذیب کی چمک دمک میں ترقی اور اسلامی تہذیب وثقافت فرسودہ پن نظر آرہا ہے، ایک دور تھا جس میں مسلم گھرانوں کی لڑکیوں کو دیکھنے آسمان ترسا کرتے تھے ایک پڑوس کو بھی پڑوسی لڑکیوں کے نشوونما کا ادراک نہیں ہوتا تھا، گھر کی لڑکیاں اپنے گھر کے صحن میں بھی باحجاب نکلا کرتی تھیں، آج ایک ایسا دور آچکا ہے کہ معاشرہ سے حیاء عنقاء ہوتی نظر آرہی ہے، حجاب کو قدامت پسندی تصور کیا جارہا ہے، عریانیت، برہنگی کو فیشن کا نام دیا جارہا ہے، مرد وزن کے بے محابا اختلاط کو جدید کلچر سے تعبیر کیا جارہا ہے، گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ کی تہذیب نے تو شرم وحیاء کا ستیاناس کردیا ہے، دوستی اور آپسی مزاج شناسی کا شریفانہ عنوان دے کر برضا و رغبت عفت وعصمت کے جنازے نکالے جارہے ہیں، اسی پراگندہ ماحول کی وجہ سے لڑکے، لڑکیاں قبل از وقت بالغ اور جوان اپنی جوانی کی مٹی پلید کررہے ہیں، جدید تہذیب، بے لگام تمدن، بے غیرت ترقی نے نت نئے مسائل امت کے روبرو کردیئے ہیں، نباض وقت حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے بڑا قیمتی جملہ ارشاد فرمایا تھا: ''کلما زادت الفجور کثرت المسائل'' امت میں جس قدر فسق وفجور بڑھتا جائے گا اسی قدر مسائل کی بہتات ہوگی۔ ہم کو غور کرنا ہوگا کہ ہمارا معاشرہ جس تہذیب کی پیروی کرکے ترقی کے بام عروج پر پہنچنے کے خواب دیکھ رہا ہے، اسی تہذیب کے موجدین اپنی تہذیب پر ماتم کناں ہے، کسی قوم کا اپنی تہذیب کو چھوڑ کر دوسری اقوام کی تہذیب کو پسند کرنا اور اس کو اپنانا قولی نہ سہی حالی وعملی اقرار ضرور ہوتا ہے اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ ہم اپنی اسلامی تہذیب کو ناقص سمجھ رہے ہیں بلکہ دنیوی ترقی میں رکاوٹ، حائل مان رہے ہیں۔ فیا للعجب۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

معاشرہ فرد سے بنتا ہے، فرد کی تبدیلی سے معاشرہ کی تبدیلی ہے، یہ معاشرہ کا ناسور ہے کہ ہم میں سے ہر کوئی دوسرے کی اصلاح کا متمنی ہے کہ دوسرا حیاء واخلاق سے آراستہ ہوجائے، ایں خیال است ومحال است وجنوں صبح قیامت تک معاشرہ میں تبدیلی نہیں آسکتی دوسری طرف معاشرہ کی اخلاقی تباہی وحیاء سوزی کے پیچھے دونوں صنف باہم متصادم نظر آتے ہیں، اگر خواتین کے نزدیک مرد معاشرہ کی تباہی کے ذمہ دار ہیں تو خواتین کو چاہیئے کہ وہ اپنی کوکھ سے جنم لینے والے لڑکوں کی اسلامی نہج پر تربیت کریں، انہیں باحیاء و باشرم انسان بنائیں اور اگر مرد خواتین کو معاشرہ کی زبوں حالی کا دشنام دیتے ہیں تو وہ اپنی بیٹیوں کی اسلامی خطوط پر تربیت کریں انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ معاشرہ شرمسار ہونے سے اور اسلام رسوا ہونے سے محفوظ رہے گا۔

والدین کا فرض ہے کہ اولاد کی صورت میں جو نعمت انہیں ملی ہے وہ صرف کلیجہ ٹھنڈا کرنے اور بڑھاپے کا سہارا بنے کے لئے نہیں بلکہ ان کی پرورش سب سے زیادہ حصہ تربیت کا ہونا چاہئے پھر یہی اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک، دلوں کا سرور بنے گی ورنہ تربیت کے فقدان کی وجہ سے جو صورت حال چل رہی ہے، وہ مشاہد ہے محتاج بیان نہیں۔

شریعت نے والدین اور تمام مسئول حضرات کے کاندھوں پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے وہ معاشرہ کو ہر مخرب اخلاق چیز سے محفوظ رکھے اور اس پر کڑی نظر بھی رکھے، حتی المقدور صالح معاشرہ کے لئے سعی خالص کرے۔☆☆

چھٹا سالانہ کُل کراچی

بین المدارس تقریری مقابلہ

تیسری اور آخری قسط

ضبط وترتیب: مولانا محمد شعیب کمال

تیسرا مرحلہ:

تیسرے مرحلے میں کراچی کے چھ اضلاع میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبا کے درمیان مرکزی اور فائنل مقابلہ منعقد ہوا۔ یہ مقابلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دفتر واقع پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ میں منعقد ہوا۔ جس کا عنوان ”قانون ناموس رسالت اور آزادیٔ اظہار رائے“ تھا۔ مہمان خصوصی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے ناظم تعلیمات استاذ العلماء مولانا امداداللہ مدظلہ تھے۔ نقابت کے فرائض مولانا محمد رضوان اور مولانا قاسم رفیع سرانجام دے رہے تھے۔ تلاوت اور نعت کے بعد مسابقہ کا آغاز ہوا، جس میں ضلعی سطح پر پوزیشن حاصل کرنے والے درج ذیل طلبا کرام نے حصہ لیا: ۱:-ولی الرحمٰن بن محمد خان، ۲:-محمد لقمان بن ہدایت الرحمٰن، ۳:-غلام مصطفیٰ بن محمد ظاہر خان، ۴:-ابوقحافہ بن محمد طیب، ۵:-محمد امجد بن محمد اسلام، ۶:-رضوان اللہ بن نور قابل، ۷:-محمد طلحہ کرنالوی بن فاروق الاسلام، ۸:-محمد حسان بن محمد جاوید، ۹:-معاویہ عمر بن محمد عمر فاروق، ۱۰:-محمد اسحاق بن اختر گل، ۱۱:-ضیاء الرحمٰن بن محمد اکبر، ۱۲:-محمد بن یاسین، ۱۳:-محمد زید بن محمد شاہد، ۱۴:-معاویہ بن سبحان الرحمٰن، ۱۵:-حفیظ اللہ بن لاہور بادشاہ، ۱۶:-امیر معاویہ بن عبداللہ، ۱۷:-محمد سلمان بن عطاء اللہ، ۱۸:-محمد شکیل بن عبدالرحمٰن۔

تمام طلبا نے بھرپور تیاری کے ساتھ مقابلہ میں حصہ لیا۔ بعدازاں مہمان خصوصی مولانا امداد اللہ مدظلہ نے مفصل خطاب کیا۔ آپ نے تحفظ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین کی بنیاد اور اساس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک امت نے ہر دور میں اس عقیدے کے تحفظ کے لئے ہر طرح کی قربانیاں دی ہیں۔ جب انگریز سامراج کے دور میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آقاؤں کے اشارے پر نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے دین اسلام کو نقصان پہنچانا چاہا تو ہمارے اکابر نے میدانِ عمل میں اتر کر برطانوی سامراج کی اس سازش کو ناکام بناڈالا۔

ان کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کیا آپ نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہمارے اکابر نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ ہمارے اسلاف نے دنیا کا ہر ستم برداشت کیا، پھانسی کے پھندوں پر جھول گئے، جیل کی کال کوٹھڑیوں کو آباد کیا، اپنی آل اولاد کو قربان کیا، غرض یہ کہ عشق و وفا کی لازوال داستانیں رقم کر دیں، مگر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر حرف نہیں آنے دیا۔ ہمارے اسلاف کی انہی قربانیوں کی بدولت یہ مشن آج ہم تک پہنچا ہے، ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس مشن کو لے کر آگے بڑھیں اور اس بات کا عزم کریں کہ مرتے دم تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا تحفظ کریں گے۔ انہوں نے اس موقع پر طلبا کو چناب نگر میں ۲۲ روزہ سالانہ تحفظ ختم نبوت کورس میں شرکت کی دعوت بھی دی تاکہ

اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں یکتا وتنہا ہیں

اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں یکتا وتنہا ہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے کام مخلوق کے محتاج نہیں ہوتے اور مخلوق کا کوئی کام بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے نہیں ہوتا، ساری کائنات کا نظام اللہ ہی چلا رہا ہے اور اسی کے حکم سے چلتا رہا ہے اور چل رہا ہے اور وہی چلاتا رہے گا، یہی تعلیمات ہمیں قرآن اور سنت نے دی ہیں اور یہی تعلیمات ہمیں ہمارے بزرگوں نے دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا بندہ بنائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام بنائے، آمین۔

(زینب چوہدری، ہزارہ گوجراں)

ہمارے طلبا اس میدان میں دلائل و براہین سے لیس ہوکر میدانِ عمل میں اتریں۔

ان کے بعد تقریری مقابلہ کے نتیجے کا اعلان ہوا اور طلبا کو انعامات بھی دیئے گئے۔ جامعہ انوارالقرآن ریڑھی گوٹھ ضلع ملیر سے درجہ خامسہ کے طالب علم رضوان اللہ بن نور قابل نے اول پوزیشن حاصل کی جبکہ جامعہ محمودیہ میراں ناکہ لیاری ٹاؤن کے درجہ خامسہ کے محمد امجد بن محمد اسلم نے دوسری پوزیشن حاصل کی اور تیسری پوزیشن جامعہ عثمانیہ یوسف گوٹھ سے درجہ ثالثہ کے طالب علم محمد اسحاق بن اختر گل نے حاصل کی۔ تمام شرکا مقابلہ کو انعام میں ایک عدد خوبصورت ٹوپی، کتابوں کا ایک ضخیم سیٹ اور نقد رقم دی گئی۔ منصفین کے فرائض مولانا شفیق احمد بستوی، جامعہ فاروقیہ فیز II کے مایہ ناز استاذ مولانا عبداللطیف طالقانی اور مفتی تنویر اقبال نے انجام دیئے۔ دیگر مہمانان گرامی میں شہر بھر کے سینکڑوں علماء کرام پروگرام میں شریک ہوئے۔

پروگرام کے بعد تمام طلبا وعلماء کرام کے لئے طعام کا انتظام کیا گیا تھا۔ پروگرام کے تمام تر انتظامات کو سنبھالنے کے لئے تقریباً ۱۵۰ خدام ختم نبوت پر مشتمل ۷ ٹیمیں تشکیل دی گئی تھیں۔ پارکنگ اور سیکورٹی کے فرائض مولانا محمد رضوان کی نگرانی میں حلقہ منظور کالونی کے کارکنان نے انجام دیئے۔ طلبا کے کھانے کا نظم مولانا محمد مشتاق احمد شاہ، مولانا سلیم اللہ اور مولانا محمد وسیم کی نگرانی میں اورنگی ٹاؤن، سائٹ ٹاؤن اور بلدیہ ٹاؤن کے کارکنان نے سنبھالا۔ علماء کرام اور دیگر مہمانانِ خصوصی کے طعام کا نظم حافظ سید عرفان علی شاہ، بھائی آفتاب اور مولانا محمد ریاض صاحب کی نگرانی میں حلقہ نارتھ کراچی کے ساتھیوں نے سنبھالا۔ استقبالیہ کے فرائض راقم الحروف اور حافظ محمد کلیم اللہ نعمان کی نگرانی میں حلقہ صدر ٹاؤن اور اورنگی ٹاؤن کے کارکنان نے انجام دیئے۔ اسٹیج اور پروگرام کے دیگر انتظامی امور مولانا محمد اسحٰق مصطفیٰ اور مولانا محمد عادل غنی کی نگرانی میں ضلع ملیر کے کارکنان نے انجام دیئے۔ پروگرام میں سینکڑوں علماء کرام اور طلبا شریک ہوئے۔ تمام اکابر حضرات نے پروگرام کی کامیابی اور احسن انتظامات کو سراہا اور انتظامیہ کو مبارکباد دی۔ اللہ رب العزت تمام خدام ختم نبوت کی ان کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازے۔ آمین۔ ☆☆

تحفظ ختم نبوت کنونشن، لاہور

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ شادی پورہ بند روڈ لاہور کے زیر اہتمام تحفظ ختم نبوت کنونشن ادارۃ الفرقان لاہور میں مقامی امیر قاری ظہور الحق کی صدارت میں ہوا۔ کنونشن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکریٹری اطلاعات مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مجلس لاہور کے رہنما مولانا خالد محمود، سرپرست لاہور قاری جمیل الرحمٰن اختر، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، ناظم تبلیغ لاہور مولانا عبدالعزیز، مولانا سعید وقار، مولانا عبدالسبحان، قاری محمد عابد حنیف، مولانا محمد عاصم، معروف صحافی ڈاکٹر منصور ممتاز، مولانا محمد زبیر جمیل، حافظ سیف اللہ، حافظ عبداللہ، قاری بشیر احمد، قاری عبدالستار اوران کے علاوہ علاقے کے علماء کرام کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ علماء کرام نے وطن عزیز پاکستان میں منکرین ختم نبوت فتنہ قادیانیت کی بڑھتی ہوئی اسلام و آئین پاکستان مخالف سرگرمیوں پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کی اسلام و ملک دشمن سرگرمیاں روکی جائیں، کیونکہ قادیانی فتنہ کی ناپاک ارتدادی سرگرمیاں خطرناک حد تک بڑھ رہی ہیں جو اسلامیانِ پاکستان کے لئے شدید تشویش کا باعث ہیں۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ انگریز کا خود کاشتہ پودا فتنۂ قادیانیت ملک کے مختلف علاقوں میں سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانی کافر و مرتد بنانے کے لئے اپنے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے ہوئے ہے، جس کا تدارک کرنا حکومت کی آئینی و دینی ذمہ داری ہے۔ قوانین ختم نبوت کے خلاف بیرونی دباؤ اور اندرونی سازشوں کو ناکام بنایا جائے۔ مولانا خالد محمود نے اعلان کیا کہ ۸/مارچ کو شادی پورہ بند روڈ لاہور میں ان شاء اللہ! ایک عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جائے گی۔ کنونشن میں ختم نبوت کانفرنس کی تیاری کے سلسلے میں علاقائی طور پر کئی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں جو کہ ختم نبوت کانفرنس کی تیاری کا جائزہ لیں گی اور قرب و جوار کے علاقوں کا دورہ کریں گی۔ تشہیری مہم کو مزید فعال کرنے کے لئے پینافلکس اور اشتہارات شائع کرنے کا بھی اعلان کیا گیا۔ مولانا عبدالنعیم نے اپنے خطاب میں کہا کہ موجودہ دور میں ختم نبوت کی کانفرنسز کی اہمیت بڑھ گئی ہے، کیونکہ ختم نبوت کے قوانین، تحفظ ناموس رسالت قانون کے خلاف اندرونی اور بیرونی طور پر سازشیں عروج پر ہیں، ان تمام سازشوں کو بے نقاب کرنا انتہائی اہم ہے اور یہ پوری امت کے اتحاد و اتفاق سے ممکن ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اتحاد امت کا پلیٹ فارم ہے۔

سیّدنا صدیق اکبرؓ اور واقعۂ ہجرت

قسط:۳

مفتی خالد محمود

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے دوست اور یارِ غار، خلیفۂ اوّل، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو عشقِ رسول کی بھٹی میں تپ کر کندن بن چکے تھے، جنہوں نے اسلام کے لئے سب کچھ قربان کر کے سب کچھ پالیا تھا اور راہِ عشق میں وفا کی نئی بنیاد ڈالی تھی، جن کے دل میں سوز و گداز کی شمع فروزاں تھی، جو ہر ایک کی مصیبت پر تڑپ اٹھتے، سوزِ دروں جنہیں ہر وقت بے قرار رکھتا۔ جنہوں نے بغیر چوں وچرا کے اپنے آقا کی تصدیق کی اور پھر اپنی تمام توانائیاں، مال و دولت اور اپنی زندگی اپنے آقا پر نچھاور کر دی، جب ہجرت کا وقت آیا تو یہ جانتے ہوئے بھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنا جان کی بازی اور موت کا سودا تھا، اس سفر میں قدم قدم پر خطرات تھے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سفر میں جس جانثاری اور خدمت کا مظاہرہ کیا وہ صرف اور صرف آپ کے ہی مقدر میں تھا، اس سفرِ ہجرت کی داستان ذیل میں واقعاتی انداز میں بیان کی گئی ہے۔

رات کی تاریکی میں دو سائے تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے مکہ سے دور چلے جا رہے تھے ان میں سے ایک بڑے اطمینان وسکون سے محوِ سفر تھا، جبکہ دوسرے کے انداز سے بے پناہ اضطراب ظاہر ہو رہا تھا۔ وہ کبھی تو دوسرے کے آگے چلنا شروع کر دیتا، کبھی پیچھے، پھر اسے کوئی خیال آتا اور وہ دائیں طرف دوسرے کے ساتھ چلنے لگتا، لیکن معاً بائیں طرف آجاتا۔ اس کی حرکات اور بار بار جگہ بدلنے سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ بہت بے چین اور مضطرب ہے اور اسے کسی خطرہ کا احساس ہے کہ وہ یہ کچھ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ان دونوں میں سے ایک تو وہ تھا جس کے سر پر ختم نبوت کا تاج رکھا گیا تھا جو اللہ کا محبوب اور حبیب تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے زیادہ فضیلت عطا فرما کر امام الانبیاء قرار دیا اور تمام رسولوں کا سردار بنایا تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اس خطرناک وقت اور پُر خطر راستے میں بھی سکون واطمینان کی اس دولت سے نوازا تھا کہ کسی حرکت وادا سے بے چینی کا اظہار نہیں ہوتا تھا۔ دوسرا شخص وہ تھا جو جذبۂ عشق سے سرشار، سراپا وفا بنا ہوا اپنے آقا کے نقشِ قدم سے ہدایت پاتا ہوا ساتھ چلا جا رہا تھا، یہ وہ شخص تھا جس نے سب سے پہلے صدائے حق پر لبیک کہہ کر اسے سینے سے لگایا تھا۔ ہاں یہ وہی بنوتمیم کا سردار ابوبکر تھا جسے اب صدیق کے لقب کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' کا مژدۂ جانفزا بھی حاصل ہو چکا تھا، جو صاف محسوس کر رہا تھا کہ اس ہجرت کے سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں قریش کی کیسی کیسی بلائیں چلی آرہی ہیں، مگر اس عاشق صادق نے ایک لمحہ بھی تو فکر پر ضائع نہیں کیا اور خدا کے حبیب، دو جہاں کے سردار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم رکابی کی سعادت حاصل کرنے کے لئے اس پُر خار راہ پر وجد کرتے ہوئے چل پڑے تھے جس نے یقینِ کامل کی دولت لئے ہوئے آخرت کا گھر بسانے کے لئے اپنا گھر بار اور بیوی بچوں کو خیر باد کہا تھا، جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر انسانِ کامل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہو لئے تھے کہ آپ پوری قوت سے یقین دلا رہے تھے کہ لوگو! میرے پیچھے آؤ گے تو خدا سے جا ملو گے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ اضطراب و بے چینی اپنی ذات کے لئے نہ تھی، انہیں اپنا کوئی غم نہیں تھا، انہیں فکر تھی کہ میرے آقا، میرے سردار، میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی آنچ نہ آئے، کوئی انجانے میں انہیں گزند نہ پہنچائے، ان کے بدلے ہر مصیبت کو وہ اپنے آپ پر لینے کے لئے تیار تھے۔ یہ اضطراب اس قدر بڑھا کہ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے محسوس کیا تو دریافت فرمایا:

''ابوبکر! کیا بات ہے تم کبھی میرے آگے چلنے لگتے ہو، کبھی پیچھے، کبھی دائیں اور کبھی بائیں، یہ اضطراب کیوں ہے؟''

''یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے جب یہ خیال آتا ہے کہ کوئی پیچھے سے آپ کے تعاقب میں ہوگا تو میں پیچھے چلنے لگتا ہوں، جب آگے کی طرف سے کوئی خطرہ پیش

آنے کا خیال آتا ہے تو آگے چلنے لگتا ہوں، دائیں بائیں خطرہ کا سوچتا ہوں تو دائیں طرف اور بائیں طرف چلنے لگتا ہوں۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ کوئی آفت آئے تو میرے بجائے تم پر آئے۔''

''جی ہاں! یارسول اللہ! میں یہی چاہتا ہوں۔''

دو نفوسِ قدسیہ پر مشتمل یہ مختصر سا قافلہ جبلِ ثور کی طرف رواں دواں تھا جو مکہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر تھا۔ اندھیری اور بھیانک رات، سنگلاخ راستہ، کہیں کہیں خطرناک موڑ، ہولناک نشیب و فراز، پتھروں کی دھاریں اور سنگریزوں کی نوکیں، پہاڑ کی سرتوڑ چڑھائی، پائے مبارک زخمی ہو چکے تھے اور چلتے چلتے کبھی ٹھوکر لگتی تو زخموں کی تکلیف بڑھ جاتی۔ جاں نثار ابوبکر رضی اللہ عنہ سے برداشت نہ ہوسکا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کاندھوں پر اٹھالیا۔ سنگلاخ زمین اور پتھروں کی نوکوں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں بھی زخمی تھے اور سنگریزوں کی تیز نوکیں آپ کے پاؤں کو لہولہان کئے دے رہی تھیں، مگر آپ ان سنگریزوں پر اس طرح چل رہے تھے جیسے پھولوں کی سیج پر، اور ہلتے جلتے بھی نہ تھے کہ مبادا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو۔

غار کے دہانے پر پہنچے تو اللہ اور اس کے رسول پر جان نچھاور کرنے والے نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! آپ تھوڑی دیر غار سے باہر آرام فرمائیے میں ذرا غار کو صاف کرلوں۔'' یہ کہہ کر وہ بے تابانہ آگے بڑھا اور بے خطر اس غار میں کود پڑا جو اپنی ہولناکیوں کے ساتھ منہ کھولے سامنے تھا۔ اسے کیا فکر تھی کہ اس میں سانپ، بچھو اور زہریلے حشرات الارض ہوں گے جو اس کی ہلاکت کا سبب بھی بن سکتے ہیں۔

غار میں پہنچ کر اس جاں نثار نے اپنی جیب و گریباں کی دھجیاں کر ڈالیں اور ان دھجیوں سے غار کے تمام سوراخ بند کرنا شروع کر دیئے جن سے کسی بھی وقت کوئی موذی جانور نکل کر گزند پہنچا سکتا تھا۔ جیب و دامن کی ان دھجیوں کی قیمت کا کوئی اندازہ لگا سکتا ہے، ساری کائنات مل کر بھی تو ان دھجیوں کے ایک دھاگے کی قیمت نہیں بن سکتی۔

غار کے تمام سوراخ بند کرنے اور غار کی صفائی کرنے کے بعد عقیدت و محبت سے لبریز آواز غار کے اندر سے آئی: ''آقا! تشریف لائیے، اب کوئی خطرہ نہیں۔''

آفتاب و ماہتابِ ہدایت غار میں داخل ہوئے اور اس گمنام غار کی قسمت بدل گئی، وہ اپنی سعادت پر ناز کرنے لگا۔ اب تو عقیدت و احترام سے قیامت تک اس کے تذکرے ہوں گے۔ دور دراز علاقوں سے اس کی زیارت کے لئے لوگ آیا کریں گے۔ پانچ میل کی طویل مسافت اور پہاڑ کی چڑھائی سے تھوڑی تھکاوٹ ہے، جاں نثار نے دست بستہ عرض کی: ''یا رسول اللہ! آرام فرمالیجیے۔'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زانو کو محبوبِ خدا کا تکیہ بننے کی سعادت حاصل ہوئی، آج وہ بھی اپنی قسمت پر نازاں تھا۔

سفرِ ہجرت میں قدم قدم پر امتحان تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عشق و وفا کا پیکر بنے ہوئے ہر امتحان میں بڑی خوش اسلوبی سے کامیاب ہوتے جا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی سب سے قیمتی امانت تمام لوگوں سے چھین کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گود میں ڈال دی گئی تھی اور اس پر ان کا دل کیف و سرور میں جھوم رہا تھا۔ مگر ایک بہت بڑا امتحان اس جاں نثار کی جاں نثاری کا منتظر تھا۔

اللہ کے حبیب کو آرام فرما ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ رفیق غار نے دیکھا ایک بل بند ہونے سے رہ گیا ہے اور ایک زہریلا ناگ پھن پھیلائے اس میں سے جھانک رہا ہے۔ جان لیوا خطرہ دیکھ کر صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے جذبۂ ایثار میں کچھ اور اضافہ ہوگیا اور وہ جسم و جان کی قربانی کے لئے بے قرار ہوگئے۔ کوئی حرکت کئے بغیر پاؤں بل کے منہ پر رکھ دیا، سانپ جس کی فطرت ڈسنا ہے اس نے زہر چکاں دانت پاؤں میں گاڑ دیئے اور زہر کی آتشیں لہروں نے بدن میں دوڑ کر پورے خون کو کربناک بنا دیا، پورا جسم کانٹوں اور شعلوں پر گھسٹتا ہوا محسوس ہونے لگا، مگر آزمائش کی ایمان افروزیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ شدت درد کے باوجود وہ مجسم سکون بنے رہے۔ ان کے ہونٹ سل گئے، چیخ و پکار تو کیا، ایک آہ بھی تو نہ نکلی، تڑپ اور بے قراری تو کجا ایک جھرجھری بھی نہیں لی۔ صرف ایک آنسو ٹپکا جس نے بدر کامل سے زیادہ منور چہرۂ انور پر پھیل کر مقدس رخسار مبارک کو چوم لیا۔ جاں نثار کی آنکھ سے بہنے والا یہ آنسو ایسا قیمتی موتی بن گیا جس کی کوئی قیمت نہیں چکا سکتا۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونک کر بیدار ہوگئے، صدیق اکبر کے متغیر چہرہ پر نظر پڑی، آنکھوں کو اشک آلود پایا تو انسانیت کے درد میں ڈوبی ہوئی آواز حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہونٹوں پر طلوع ہوئی اور دریافت فرمایا: ''ابوبکر! کیا بات ہے؟''

(جاری ہے)

ظہورِ مہدی علیہ الرضوان... احادیث کی روشنی میں

آخری قسط

تالیف:... شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ

ضروری تنبیہ:

ایک نفس زکیہ محمد بن عبداللہ بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے خلیفۂ منصور عباسی کے خلاف ۱۴۵ھ میں خروج کیا تھا اور شہید ہوئے تھے۔ حدیث بالا میں مشہور ''نفس زکیہ'' سے مراد یہ نہیں ہیں، بلکہ ایک دوسرے بزرگ ہیں جو آخر زمانہ میں ہوں گے اور ان کی شہادت کے فوراً بعد مہدیؒ کا ظہور ہوگا۔ شیخ محمد بن عبدالرسول الزرنجیؒ نے اپنی مشہور تالیف ''الإشاعة لأشراط الساعة'' میں یہ بات بصراحت تحریر کی ہے۔

۳۷:- ''حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص (یعنی مہدیؒ) سے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کی جائے گی اور کعبہ کی حرمت وعظمت اس کے اہل ہی پامال کریں گے اور جب اس کی حرمت پامال کردی جائے گی تو پھر عرب کی تباہی کا حال مت پوچھو (یعنی ان پر اس قدر تباہی آئے گی جو بیان سے باہر ہے) پھر حبشی چڑھائی کردیں گے اور مکہ معظّمہ کو بالکل ویران کردیں گے اور یہی کعبہ کے (مدفون) خزانہ کو نکالیں گے۔''

تشریح:

مشکاۃ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک اہل حبشہ تم سے جنگ نہ کریں تم بھی ان سے نہ لڑو، کیونکہ خانۂ کعبہ کا خزانہ دو چھوٹی پنڈلیوں والا نکالے گا۔ اس مضمون کی دیگر صحیح حدیثیں بھی موجود ہیں۔ حضرت شاہ رفیع الدین دہلویؒ قدس سرہٗ اپنے رسالہ ''قیامت نامہ'' میں لکھتے ہیں کہ جب سارے ایمان دار جہان سے اُٹھ جائیں گے تو حبشیوں کی چڑھائی ہوگی اور ان کی سلطنت ساری روئے زمین پر پھیل جائے گی، وہ کعبہ کو ڈھادیں گے اور حج موقوف ہوجائے گا۔ (ترجمہ قیامت نامہ، ص:۲۲، از مولانا محمد ابراہیم داناپوریؒ)

اَلذَّیْلُ وَالْاِسْتِدْرَاکُ

۱:- ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں کا (اس وقت خوشی سے) کیا حال ہوگا جب تم میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام (آسمان سے) اُتریں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔''

۲:- ''حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری اُمت میں سے ایک جماعت قیام حق کے لئے کامیاب جنگ قیامت تک کرتی رہے گی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ان مبارک کلمات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام (آسمان سے) اُتریں گے تو مسلمانوں کا امیر اُن سے عرض کرے گا: تشریف لائیے، ہمیں نماز پڑھائیے (اس کے جواب میں) عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے (اس وقت) امامت نہیں کروں گا، تمہارا بعض بعض پر امیر ہے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت امامت سے انکار فرمادیں گے) اس فضیلت وبزرگی کی بنا پر جو اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو عطا کی ہے۔''

تشریح:

مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے وقت جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں گے اور امام خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہوں گے، بلکہ اُمت کا ایک فرد یعنی خلیفۂ مہدیؒ ہوں گے، چنانچہ حافظ ابن حجرؒ بحوالہ مناقب الشافعی از امام ابوالحسین آبریؒ لکھتے ہیں کہ: ''اس بارے میں احادیث متواتر ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک نماز خلیفۂ مہدیؒ کی اقتداء میں ادا کریں گے۔''

۳:- ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (آسمان سے) اُتریں گے تو اُمت کا امیر مہدیؒ ان سے عرض کرے گا: آگے تشریف لائیے اور نماز پڑھائیے تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: تمہارا بعض بعض پر امیر ہے اس فضیلت کی بنا پر جو اللہ تعالیٰ نے

اس اُمت کو مرحمت فرمائی ہے۔''

تشریح:

اس حدیث میں امام کے بارے میں تصریح آ گئی کہ وہ خلیفۂ مہدیؓ ہوں گے، لہٰذا بخاری شریف و مسلم شریف کی مذکورہ حدیث میں بھی امام اور امیر سے مراد خلیفۂ مہدیؓ ہی ہیں۔

۴:-''حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین کے کمزور ہوجانے کی حالت میں دجال نکلے گا اور دجال سے متعلق تفصیلات بیان کرنے کے بعد فرمایا: بعد ازاں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام (آسمان سے) اُتریں گے اور بوقت سحر (یعنی صبح صادق سے پہلے) آواز دیں گے کہ اے مسلمانو! تمہیں اس جھوٹے خبیث سے مقابلہ کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ تو لوگ کہیں گے کہ: یہ کوئی جنات ہے۔ پھر آگے بڑھ کر دیکھیں گے تو انہیں عیسیٰ علیہ السلام نظر آئیں گے، پھر نمازِ فجر کے لئے اقامت ہوگی تو اُن کا امیر کہے گا: اے روح اللہ! امامت کے واسطے آگے تشریف لایئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: تمہارا امام ہی تمہیں نماز پڑھائے۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہوجائیں گے تو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں) دجال سے مقابلہ کے لئے نکلیں گے۔ دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا (تو مارے خوف کے) نمک کے پگھلنے کی طرح پگھلنے لگے گا۔''

۵:-''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہدیؓ کے زمانہ میں میری اُمت اس قدر خوشحال ہوگی کہ ایسی خوشحالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔ آسمان سے (حسب ضرورت) بارش ہوگی اور زمین اپنی تمام پیداوار اُگا دے گی۔''

۶:-''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں جس میں ہے کہ ایک صحابیہ ام شریک بنت ابی العکر رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! عرب اس وقت کہاں ہوں گے؟ (مطلب یہ ہے کہ اہل عرب دین کی حمایت میں مقابلے کے لئے کیوں سامنے نہیں آئیں گے؟) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عرب اس وقت کم ہوں گے اور ان میں بھی اکثر بیت المقدس (یعنی شام) میں ہوں گے اور ان کا امام و امیر ایک رجل صالح (مہدیؓ) ہوگا، جس وقت ان کا امام نمازِ فجر کے لئے آگے بڑھے گا، اچانک عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اسی وقت (آسمان سے) اُتریں گے۔ امام پیچھے ہٹے گا، تاکہ عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام امام کے مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے، آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ، کیونکہ تمہارے ہی لئے اقامت کہی گئی ہے، تو امام لوگوں کو نماز پڑھائے گا۔''

۷:- ''حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام نمازِ فجر کے وقت (آسمان سے) اُتریں گے تو مسلمانوں کا امام اُن سے عرض کرے گا: اے روح اللہ! آگے تشریف لایئے، نماز پڑھایئے، تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے، اس اُمت کا بعض بعض پر امیر ہے تو مسلمانوں کا امیر آگے بڑھے گا اور نماز پڑھائے گا۔

تشریح:

عیسیٰ علیہ السلام اس دن کی نمازِ فجر اس وقت کے امام کی اقتداء میں ادا کریں گے، اس کے بعد پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی امامت کے فرائض انجام دیں گے، جیسا کہ دیگر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔

۸:-''حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانہ میں فتنے برپا ہوں گے، ان فتنوں سے لوگ اس طرح چھنٹ جائیں گے جس طرح سونا کان سے چھانٹا جاتا ہے (یعنی فتنوں کی کثرت وشدت کی وجہ سے پختہ مومن ہی ایمان پر ثابت رہیں گے) لہٰذا تم لوگ اہل شام کو برا بھلا مت کہو، بلکہ ان میں جو برے لوگ ہیں اُن کو بُرا بھلا کہو، اس لئے کہ اہل شام میں اولیاء بھی ہیں۔ عنقریب اہل شام پر آسمان سے سیلاب آئے گا (یعنی آسمان سے موسلا دھار بارش ہوگی جو سیلاب کی شکل اختیار کرلے گی) جو اُن کی جماعت کو غرق کردے گا (اس سیلاب کی بنا پر ان کی حالت اس قدر کمزور ہوجائے گی کہ) اگر اُن پر لومڑی حملہ کردے تو وہ بھی غالب ہوجائے گی۔ اسی (انتہائی فتنہ وضعف کے زمانہ میں) میرے اہل بیتؓ سے ایک شخص (یعنی مہدیؓ) تین جھنڈوں میں ظاہر ہوگا (یعنی ان کا لشکر تین جھنڈوں پر مشتمل ہوگا) اس کے لشکر کو زیادہ تعداد میں بتانے والے کہیں گے کہ ان کی تعداد پندرہ ہزار ہے اور کم بتانے والے اُسے بارہ ہزار بتائیں گے۔ اس لشکر کا علامتی کلمہ اُمت

(باقی صفحہ 22 پر)

فتنۂ قادیانیت سے متعلق

ریاست بہاولپور کا تاریخی فیصلہ

مولانا محمد وسیم اسلم

کوئی دو رائے نہیں کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کا وہ بنیادی اور کلیدی عقیدہ ہے کہ جس کے تحفظ کے لئے لازوال قربانیوں کا لامتناہی سلسلہ خیر القرون کے مقدس زمانہ سے ہی شروع ہوگیا تھا۔ جب، جہاں اور جس دور میں بھی نبوت کے جھوٹے مدعیان نے امت کے اس اجماعی عقیدہ میں نقب زنی کرنے کی ناپاک جسارت کی، تو تاریخ عالم اس بات پر شاہد ہے کہ غیور مسلمان مرد ہوں یا خواتین، بچے ہوں یا بوڑھے، میدان عمل میں اترے۔

ہندوستان میں برطانوی سامراج نے بھی اپنی پشت پناہی میں ''ایک خود کاشتہ پودے'' (قادیان کے دہقان) کو پروان چڑھایا۔ اس خود کاشتہ پودے نے قرآن و سنت کی واضح تعلیمات پر اپنے کفر والحاد کے نشتر چلا کر انہیں مجروح کیا اور اسلام کی ناؤ ارتداد کے دلدل میں ڈبونا چاہی، لیکن اللہ کریم بہت ہی جزائے عطا فرمائیں امت کے ان افراد کو جنہوں نے چہار اطراف سے قادیانی کفر و ارتداد کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بند باندھ کر اہل اسلام کو کفروزندقہ سے بچایا۔

علماء کرام اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے جہاں میدان عمل میں اترے وہاں جج صاحبان نے بھی اپنی عدالتوں میں غیرت دینی کا ثبوت دیتے ہوئے بلاکم وکاست اور بلاخوف وخطر کفر و اسلام میں امتیاز پیدا کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کیا۔ درجنوں عدالتی فیصلہ جات نے قادیانی صنم کدوں میں صف ماتم بچھائی۔ ''قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے'' کے نام سے جناب محمد متین خالد صاحب انہیں جمع کر چکے ہیں۔ ان سے ہٹ کر آج کی تحریر میں ماہ فروری کی مناسبت سے متحدہ ہندوستان کی سرزمین پر فتنہ قادیانیت کے خلاف ہونے والے پہلے معرکۃ الآراء اور تاریخ ساز فیصلہ ''مقدمہ مرزائیہ بہاول پور'' کی مختصر روئیداد ہدیہ قارئین کرنا چاہتا ہوں، ملاحظہ فرمائیں:

ریاست بہاول پور کی تحصیل احمد پور شرقیہ کے قصبہ ''مہند شریف' میں مولانا الٰہی بخشؒ فاضل دیوبند تھے، جنہوں نے دو نکاح کئے۔ پہلے نکاح سے ان کی ایک بیٹی غلام عائشہ بی بی تھی، مولانا الٰہی بخشؒ نے اپنی اس بیٹی کا نکاح اس کے لڑکپن میں اپنی دوسری اہلیہ کے بھائی عبدالرزاق جو کہ اس وقت مسلمان تھا سے کیا۔ ناکح عبدالرزاق غلام عائشہ بی بی کی بلوغت اور رخصتی سے قبل ہی قادیانیت کو اختیار کر کے دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا اور اس کے ارتداد کا علم غلام عائشہ بی بی اور ان کے والد مولانا الٰہی بخش کو بھی ہوگیا، جس پر انہیں حد درجہ کی پریشانی لاحق ہوئی۔ اس پریشانی کے عالم میں انہوں نے خانقاہ دین پور شریف کے بانی حضرت خلیفہ غلام محمدؒ کے مشورہ کے بعد ۲۴ جولائی ۱۹۲۶ء کو احمد پور شرقیہ کی عدالت میں تنسیخ نکاح کا مقدمہ دائر کر دیا۔ ایک طرف پیشیاں پڑتی رہیں اور کارروائیاں چلتی رہیں جب کہ دوسری طرف قادیانیوں نے مقدمہ کو خارج کرنے کے لئے اپنے اثر و رسوخ استعمال کرنے کی کوشش کی۔ ۷ مئی ۱۹۲۷ء کو عبدالرزاق کی استدعا پر مقدمہ احمد پور شرقیہ کی عدالت سے ڈسٹرکٹ جج بہاول پور کی عدالت میں منتقل ہوا۔ ۲۱ نومبر ۱۹۲۸ء کو مقدمہ خارج کر دیا گیا۔ مسماۃ غلام عائشہ بی بی وغیرہ نے چیف کورٹ عدالت عالیہ بہاول پور میں نظر ثانی کی اپیل دائر کی۔ مقدمہ دوبارہ بحال ہوا۔ مدعیہ غلام عائشہ بی بی کی طرف سے حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ اور ابوالعباس مولانا محمد صادق بہاول پوری اس مقدمہ کی پیروی کر رہے تھے۔ مزید برآں مولانا غلام محمد گھوٹویؒ کی دعوت پر درج ذیل جید علماء کرام بھی تشریف لائے اور اس مقدمہ کی پیروی کی۔ ان حضرات میں: حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، سیّد محمد مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، مولانا ابو القاسم محمد حسین کولوتارڑویؒ، مولانا ابوالوفاء شاہ جہان پوریؒ

اور مولانا نجم الدینؒ ایسے حضرات شامل تھے۔
مدعا علیہ عبدالرزاق کی طرف سے مرزائی جماعت کے صف اول کے نامور مبلغ جلال الدین شمس، غلام احمد اختر اور دیگر افراد نے پیروی کی۔
حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ نے مولانا غلام محمد گھوٹویؒ کا مکتوب موصول ہونے کے بعد دیوبند سے بجائے ڈابھیل جانے کے بہاول پور کا سفر کیا۔ آپ نے ۱۹؍اگست ۱۹۳۲ء بروز جمعۃ المبارک بہاول پور کی سرزمین کو اپنی آمد سے سرفراز فرمایا۔ ۲۵؍اگست ۱۹۳۲ء کو عدالت تشریف لائے اور اپنی شہادت قلم بند کرائی۔ آپ کا بیان ۲۸؍اگست تک جاری رہا۔ ۲۹؍اگست کو جلال الدین شمس قادیانی نے اس پر جرح کی۔ اسی روز یہ تاریخ ساز واقعہ پیش آیا کہ:
’’حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے مرزا قادیانی کو جہنمی کہا، جس پر مختار مدعا علیہ جلال الدین نے احتجاج کرتے ہوئے جرح بند کردی۔ حضرت کشمیریؒ نے اپنا دست مبارک جلال الدین قادیانی کے کندھے پر رکھ کر فرمایا کہ اگر دیکھنا چاہتے ہو کہ مرزا قادیانی جہنم میں جل رہا ہے تو ابھی یہیں کمرہ عدالت میں دکھا سکتا ہوں۔‘‘ (مقدمہ مرزائیہ بہاول پور کمپیوٹر ایڈیشن، ج:۱،ص:۳۳)
۲۶؍اگست کو جامع مسجد الصادق بہاول پور میں ہزاروں کے مجمع سے تاریخی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ انہوں نے دوران خطاب فرمایا کہ:
’’جب شیخ الجامعہ کا مکتوب موصول ہوا تو سوچا کہ میرے پاس کوئی زادِ راہ نہیں ہے، شاید یہ ذریعہ نجات بن جائے کہ میں حضرت محمد ﷺ کے دین کا جانب دار بن کر یہاں آیا ہوں۔‘‘ (مقدمہ مرزائیہ بہاول پور کمپیوٹر ایڈیشن، ج:۱،ص:۱۷۲)
یہ سن کر آپ کے شاگرد مولانا عبدالحنان ہزاروی نے کھڑے ہو کر کہا کہ اگر حضرت کو اپنی نجات کا یقین نہیں، تو پھر دنیا میں کس کی نجات متوقع ہے؟ حضرت کشمیریؒ نے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:
’’ان صاحب نے تعریف میں مبالغہ کیا، حالانکہ ہم پر یہ بات کھل گئی کہ: گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے، اگر ہم تحفظ ختم نبوت کا کام نہ کر سکیں۔‘‘ (مقدمہ مرزائیہ بہاول پور کمپیوٹر ایڈیشن، ج:۱،ص:۱۷۲)

مولانا مفتی محمد عرفانؒ ڈیرہ اسماعیل خان کی رحلت

مولانا مفتی محمد عرفانؒ شیخ الحدیث حضرت مولانا علاؤ الدینؒ کے ہونہار فرزند ارجمند تھے۔ اللہ پاک نے انہیں قدیم و جدید علوم سے سرفراز فرمایا تھا۔ جہاں آپ نے دارالعلوم نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خان سے ۱۹۸۸ء میں دورۂ حدیث شریف کیا، وہاں آپ اپنے والد گرامی کی سرپرستی میں پینتیس سال تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ نیز آپ نے جدید علوم کے حصول کی بھرپور کوشش کی اور ایل ایل بی کر کے قانون کی ڈگری لی، لیکن آپ نے وکالت کو بطور پیشہ نہیں اپنایا بلکہ اسلامیات کے پروفیسر کی حیثیت سے نسل نو کے ایمان، عقائد اور اعمال کی اصلاح فرماتے رہے۔ والد گرامی کی وفات کے بعد بھائیوں میں اختلافات سے بچنے کے لئے ۲۰۱۷ء میں قریشی موڑ ڈیرہ اسماعیل خان میں تقریباً سات کنال زمین خرید کر جامعہ نعمانیہ کے نام سے نیا ادارہ قائم کیا، جسے اللہ پاک نے دنوں میں بامِ شہرت تک پہنچایا۔ درجۂ کتب میں سادسہ تک طلبا زیر تعلیم ہیں جبکہ حفظ و ناظرہ کی دو کلاسیں گیارہ اساتذہ کرام کی سرپرستی میں کام کر رہی ہیں۔ موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ضلعی سطح پر بھرپور سرپرستی فرماتے۔ اجلاسوں، کانفرنسوں، جلسوں میں شرکت فرما کر کارکنوں کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ نیز امن کمیٹی کے ممبر ہونے کے ناطے انتظامیہ سے بھی دینی، مسلکی اور جماعتی مسائل میں موقف منواتے۔ اللہ پاک نے آپ کو بہت سی صلاحیتوں سے سرفراز فرمایا تھا، ہم جیسے خوردوں کے بیانات میں نہ صرف شرکت فرماتے بلکہ آخر تک اسٹیج پر براجمان رہتے۔ آپ نے ۱۳؍اگست ۲۰۲۰ء کو دارِ فانی سے دارِ باقی کی طرف کوچ فرمایا۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولوی اسعد محمود سلمہ کو آپ کا جانشین بنایا گیا۔ آپ نے دو بیٹے، پانچ بیٹیاں اور بیوہ سوگوار چھوڑے۔ آپ کی نماز جنازہ مولانا محمد فاروق کی امامت میں ادا کی گئی اور آپ کو والد محترم کے پہلو میں دارالعلوم نعمانیہ اڈہ روڈ میں سپرد خاک کیا گیا۔ بندہ جنازہ میں تو حاضر نہ ہو سکا اور نہ ہی تین روزہ تعزیت مسنونہ کے ایام میں حاضری ہو سکی۔ ۳۱؍جنوری کو علاقائی امیر مولانا قاری محمد طارق مدظلہ اور ذمہ دار مولانا قاری احسان اللہ احسان کی معیت میں حاضری دی اور جامعہ نعمانیہ صالحیہ میں طلبا اور اساتذہ کرام سے تعزیتی بیان اور مرحوم کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا اور ان کے برادران مولانا وحید الدین، مولانا اشرف علی سے اظہارِ تعزیت کیا۔ نیز ان کے جدید مدرسہ میں ان کے بھائی مولانا محمد فاروق اور ان کے بیٹے مولوی اسعد محمود سے تعزیت کی۔

بہاول پور سے واپس جاتے وقت اپنے شاگرد مولانا محمد صادق بہاول پوری سے فرمایا کہ فیصلہ آنے تک حیات رہی تو ٹھیک وگرنہ میری قبر پر آ کر فیصلہ سنا دینا۔ چنانچہ فیصلہ سے قبل ہی آپ مئی ۱۹۳۴ء میں وصال فرما گئے۔

۱۹۳۴ء کے اواخر میں فریقین کی شہادتیں ختم ہوئیں، فیصلہ زیر غور تھا اور مرزائی جماعت ہر طرف سے مایوس ہوئی تو از خود ہی ایک سازش کے تحت مدعا علیہ عبدالرزاق کو اس امید زشت پر قتل کرادیا کہ اس کی موت کے بعد یہ قضیہ ختم ہو جائے گا اور جماعت مرزائی فیصلہ کے بعد کی بدنامی سے بھی بچ جائے گی۔

۱۰؍نومبر ۱۹۳۴ء کو یہ وقوعہ پیش آیا۔ چنانچہ مدعا علیہ کی وفات کے بعد ۴؍دسمبر ۱۹۳۴ء جلال الدین شمس مختار مدعا علیہ کی جانب سے یہ درخواست دی گئی جس میں کہا گیا کہ مدعا علیہ کی وفات کے بعد مقدمہ زیر بحث میں اب کسی فیصلہ کی ضرورت باقی نہ ہے۔ گویا مختاران مدعا علیہ مرزائیوں کی خواہش تھی کہ مقدمہ خارج کر دیا جائے۔ جب کہ مختاران مدعیہ چاہتے تھے کہ حق و باطل کے اس عظیم مقدمہ پر فیصلہ بہر صورت ضروری صادر ہونا چاہئے۔

مختاران مدعیہ نے مستند قانونی حوالہ جات پیش کر کے ثابت کیا کہ کسی ایک فریق کی موت واقع ہوجانے کی صورت میں بھی بروئے قانون مروجہ شرع شریف عدالت کے لئے لازم ہے کہ اس مرحلہ پر اپنا فیصلہ صادر کرے۔ فاضل جج نے فریقین کے پیش کردہ قانونی حوالہ جات و نظائر کا پوری تحقیق سے جائزہ لینے کے بعد مسماۃ غلام عائشہ بی بی مدعیہ کے مؤقف سے اتفاق کرتے ہوئے ۷؍فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ صادر فرمایا کہ قرآن پاک، احادیث نبوی اور قانون کی روشنی میں مرزا قادیانی اور اس کے متبعین اپنے عقائد اور اعمال کی بنا پر مسلمان نہیں بلکہ کافر اور خارج از اسلام ہیں۔

حق و باطل کے اس فیصلہ سے ایک صدی قبل انگریز کے ترکش سے نکلنے والے آخری تیر نے بفضل اللہ تعالیٰ لوٹ کر اسی کے تراشیدہ نبی کی ذریت اور متبعین کو ایسا گھائل کیا کہ وطن عزیز کی پاک سرزمین ان پر اس قدر تنگ ہوئی کہ آج دیار غیر میں گوشۂ عافیت کی تلاش میں سرگرداں پھر رہے ہیں۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے فرمان کے مطابق مولانا محمد صادق بہاول پوریؒ نے آپ کے مزار اقدس پر جا کر یہ فیصلہ سنایا۔

یوں حق و باطل یعنی اسلام اور مرزائیت کے مابین ۱۹۲۶ء تا ۷؍فروری ۱۹۳۵ء ہونے والا معرکۃ الآراء، تاریخ ساز اور مشہور و معروف مقدمہ میں قادیانی ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوئے۔ مقدمہ بہاول پور تین جلدوں میں پہلی بار اسلامک فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا۔ دوسری بار مکتبہ سید احمد شہید نے ۲۰۰۶ء میں شائع کیا اور اب نومبر ۲۰۲۰ء میں تیسری اشاعت جو کہ پہلا کمپیوٹر ایڈیشن بھی ہے، میں اس مقدمہ کی مکمل روئیداد معہ تمام علمائے ربانیین کے بیانات، مولانا ابوالوفا شاہ جہانپوری کا مکمل و مفصل سوانحی خاکہ پہلی بار اس کا حصہ بن کر شامل اشاعت ہوا۔ قادیانی کتب کے جدید حوالہ جات سے تحقیق شدہ ایڈیشن ہے جو کہ ہر لحاظ سے جامع مانع ہے۔ ☆☆

مولانا ثناءاللہ چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا ثناءاللہ سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے منجھلے صاحبزادہ تھے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ ان دنوں شیخ الحدیث حضرت مولانا مولانا صوفی سرورؒ تھے۔ مصنف کتب کثیرہ حضرت مولانا شیخ محمد موسیٰ روحانی بازیؒ، حضرت مولانا عبیداللہ اشرفیؒ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفیؒ جیسے بلند پایۂ اساتذہ کرام سے علم حدیث کی فیوض و برکات لیں۔ جامعہ میں صاحبزادگان کے لئے کمرہ مخصوص تھا۔ موصوف نے داخلہ فارم یا کمروں کی تقسیم کے وقت یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ ملک کے مایہ ناز مناظر و سفیر ختم نبوت کے فرزند ارجمند ہیں۔ ان دنوں مولانا چنیوٹیؒ کا طوطی بولتا تھا۔ یہ تو اس وقت ظاہر ہوا کہ چنیوٹ سے کوئی صاحب ملنے کے لئے گئے اور انہوں نے جامعہ اشرفیہ کے ناظم مولانا ارشد عبید مدظلہ سے کہا کہ مولانا چنیوٹیؒ کے صاحبزادہ سے ملنا ہے۔ ناظم اعلیٰ نے کہا کہ یہاں تو مولانا چنیوٹی کا کوئی صاحبزادہ نہیں پڑھتا۔ جب موصوف سامنے آئے تو معلوم ہوا کہ یہ مولانا چنیوٹیؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ مرحوم نے ابتدائی اور وسطانی کتب اپنے جامعہ عربیہ اور دعوت و ارشاد سے پڑھیں اور ردِّ قادیانیت پر تربیت اپنے والد مرحوم سے حاصل کی۔ جامعہ اشرفیہ سے فراغت کے بعد اپنے ادارہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ مدرسہ اور والد محترم کی کتب کی نشر و اشاعت میں مصروف ہوگئے۔ برادر کبیر مولانا محمد الیاس مدظلہ کے دست و بازو بن گئے۔ شوگر وراثت میں ملی تھی۔ مولانا چنیوٹیؒ بھی شوگر کے مریض تھے اور انسولین لگاتے تھے۔ ’’مرض بڑھتا گیا، جوں جوں دوا کی‘‘ اور وقت موعود آن پہنچا۔ ۱۲؍جنوری ۲۰۲۱ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ ۱۲؍جنوری عصر کی نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض فیصل آباد کے معروف عالم دین، مولانا صادق الامین نے سرانجام دیئے اور انہیں چنیوٹ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ مجلس کے روح رواں مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور دیگر جماعتی کارکنوں سمیت ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی

سیرتِ پاک کے چند روشن ابواب

قسط:۸

حافظ محمود راجا، سجاول

حضرت عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل نے حضرت زید بن سعنہ کو ہدایت سے نوازنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت زید بن سعنہ نے اپنے دل میں کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر نگاہ پڑتے ہی میں نے نبوت کی تمام نشانیوں کو پالیا تھا لیکن دو نشانیاں ایسی ہیں جن کو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ابھی تک آزمایا نہیں ہے ایک یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بُردباری اس کے جلد غصہ میں آجانے پر غالب ہوتی ہے، دوسرے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جتنا نادانی کا معاملہ کیا جائے گا اس کی بُردباری اتنی ہی بڑھتی جائے گی، چنانچہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجروں سے باہر تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علیؓ بن ابی طالب بھی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی اونٹنی پر سوار ہو کر آیا، جو کہ بظاہر بدو معلوم ہوتا تھا، اس نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں بستی میں میرے قبیلے کے چند ساتھی مسلمان ہو چکے ہیں میں نے ان سے کہا تھا کہ اگر وہ اسلام قبول کرلیں گے تو ان پر رزق کی بڑی وسعت ہوگی، لیکن اب وہاں قحط سالی آگئی اور بارش بالکل بھی نہیں ہو رہی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اس بات کا خطرہ ہے کہ جیسے وہ لالچ میں آکر اسلام میں داخل ہوئے اسی طرح لالچ میں آکر کہیں وہ اسلام سے نکل نہ جائیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مناسب سمجھیں تو ان کی مدد کے لئے کچھ بھیج دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں جو آدمی تھا، میرا خیال ہے کہ وہ حضرت علیؓ تھے انہوں نے کہا: یارسول اللہ! اس مال میں سے تو کچھ بھی نہیں بچا، حضرت زید بن سعنہ کہتے ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جا کر کہا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ چاہیں تو میں پیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابھی دے دیتا ہوں اور اس کے بدلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں قبیلے کے باغ کی اتنی کھجوریں فلاں وقت تک دے دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے، لیکن کسی کے باغ کو معین مت کرو، میں نے کہا چلو ٹھیک ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ سودا کرلیا، میں نے اپنی کمر سے ہمیانی کھولی اور ان کھجوروں کے بدلے میں اسی مثقال سونا دے دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سارا سونا اس آدمی کو دے دیا اور اس سے فرمایا: لو یہ ان کی امداد کے لئے لے جاؤ اور ان میں برابر تقسیم کر دینا، حضرت زید بن سعنہ کہتے ہیں کہ مقررہ میعاد میں ابھی دو تین دن باقی تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور دیگر چند صحابہ کرامؓ بھی تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھا چکے اور ایک دیوار کے قریب بیٹھنے کے لئے تشریف لے گئے تو میں نے آگے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گریبان پکڑ لیا اور غصہ والے چہرے سے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرا حق کیوں ادا نہیں کرتے ہیں؟ اللہ کی قسم! تم اولادِ عبدالمطلب نے تو ٹال مٹول کرنا ہی سیکھا ہے اور اب ساتھ رہ کر بھی یہی نظر آیا ہے، اتنے میں میری نظر حضرت عمرؓ پر پڑی تو غصہ کے مارے ان کی دونوں آنکھیں گول آسمان کی طرح گھوم رہی تھیں، انہوں نے مجھے غصہ میں گھور کر دیکھا اور کہا کہ: اے اللہ کے دشمن! تو اللہ کے رسول سے وہ باتیں کہہ رہا ہے جو کہ میں سن رہا ہوں اور ان کے ساتھ وہ سلوک کر رہا ہے جو کہ میں دیکھ رہا ہوں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے ادب کا لحاظ نہ ہوتا تو ابھی اپنی تلوار سے تیری گردن اڑا دیتا اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بڑے سکون اور اطمینان سے دیکھ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمرؓ مجھے اور اسے کسی اور چیز کی ضرورت تھی، مجھے تو تم اچھی طرح اور جلدی ادا کرنے کو کہتے اور اسے ذرا سلیقہ سے مطالبہ کرنے کو کہتے، اے عمر انہیں لے جاؤ، جتنا ان کا حق بنتا ہے وہ بھی ان کو دو اور جو تم نے ان کو دھمکایا ہے، اس کے بدلے میں ان کو بیس صاع کھجور اور دو، حضرت زید کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ مجھے لے گئے اور جتنی میری کھجوریں بنتی تھیں وہ بھی مجھے دیں اور بیس صاع کھجوریں اضافی بھی دیں، میں نے کہا کہ یہ زیادہ کھجوریں مجھے کیوں دے رہے ہو؟ عمر نے کہا کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں

نے جو تم کو دھوکا دیا ہے اس کے بدلے میں تمہیں اضافی کھجوریں بھی دوں۔ میں نے کہا کہ اے عمر کیا تم مجھ کو جانتے ہو؟ حضرت عمرؓ نے کہا کہ نہیں، میں نے کہا کہ میں زید بن سعنہ ہوں، حضرت عمرؓ نے کہا کہ وہ یہودیوں کے بڑے عالم؟ میں نے کہا کہ جی ہاں! میں وہی ہوں، حضرت عمرؓ نے کہا کہ (اتنے بڑے عالم ہوکر) تم نے اللہ کے رسول کے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں کیا؟ اور ان کو ایسی باتیں کیوں کہیں؟ میں نے کہا اے عمرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر نگاہ پڑتے ہی میں نے نبوت کی تمام نشانیوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک میں پالیا تھا، لیکن دو نشانیاں ایسی تھیں، جن کو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابھی تک آزمایا نہیں تھا، ایک یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بُردباری اس کے جلد غصہ کے آجانے پر غالب ہوتی ہے، دوسرے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جتنا نادانی کا معاملہ کیا جائے گا، ان کی بُردباری اتنی بڑھتی جائے گی، اور اب میں نے ان دونوں باتوں کو آزما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں پالیا ہے، اے عمرؓ میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں اللہ کے ایک ہونے پر اور اسلام کے سچا دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر دل سے راضی ہوں اور اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میرا آدھا مال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری امت پر وقف ہے اور میں مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار ہوں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ساری امت کی بجائے بعض امت کہو کیوں کہ تم ساری امت کو دینے کی گنجائش نہیں رکھتے ہو، میں نے کہا کہ اچھا بعض امت کے لئے وقف ہے، وہاں سے حضرت عمرؓ اور حضرت زیدؓ بن سعنہ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں واپس آگئے اور حضرت زیدؓ بن سعنہ نے پہنچتے ہی کہا: اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت سے غزوات میں شریک رہے۔

(اخرجہ الطبرانی قال الہیثمی، ج:۸، ص:۲۴۰)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، سامنے ایک دیہاتی آیا جب وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا کہ اپنے گھر جا رہا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کوئی بھلی بات لینا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ وہ بھلی بات کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کلمہ شہادت: ''اشهد ان لا الٰه الا اللّٰه وحده لا شريك له واشهد ان محمد عبده و رسوله'' پڑھ لو، اس نے کہا جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں کیا اس پر کوئی گواہ ہے، چنانچہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا جو کہ وادی کے کنارے پر تھا وہ درخت زمین کو پھاڑتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تین مرتبہ گواہی طلب فرمائی، اس نے تین مرتبہ گواہی دی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرما رہے ہیں بات ویسے ہی ہے، پھر وہ درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا، دیہاتی نے اپنی قوم کے پاس واپس جاتے ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر میری قوم والوں نے میری بات مان لی تو میں ان سب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آؤں گا ورنہ میں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجاؤں گا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کروں گا۔ (وقال الہیثمی، ج: ۸، ص: ۲۹۲، حیات الصحابہؓ)

(جاری ہے)

(بقیہ:......ظہور امام مہدی علیہ الرضوان)

اُمت ہوگا (یعنی جنگ کے وقت اس لشکر کے سپاہی لفظ اُمت اُمت کہیں گے، تاکہ ان کے ساتھی سمجھ جائیں کہ یہ ہمارا آدمی ہے، عام طور پر جنگوں کے موقع پر اس طرح کے الفاظ باہم طے کرلئے جاتے تھے، بطورِ خاص شب خون کے موقعوں پر اس اصطلاح کا استعمال اہم سمجھا جاتا تھا، تاکہ لاعلمی میں اپنے آدمی کے ہاتھوں اپنا ہی آدمی نہ مار دیا جائے۔ ویسے اُمت اُمت کا معنی یہ ہے کہ اے اللہ! دشمنوں کو موت دے یا اے مسلمانو! دشمنوں کو مارو) مسلمانوں کا یہ لشکر سات جھنڈوں پر مشتمل لشکر سے مدمقابل ہوگا، جس میں سے ہر جھنڈے کے تحت لڑنے والا سربراہ ملک وسلطنت کا طالب ہوگا (یعنی یہ لوگ ملک وسلطنت حاصل کرنے کی غرض سے مسلمانوں سے جنگ کریں گے) اللہ تعالیٰ ان سب کو (مسلمانوں کے لشکر کے ہاتھوں) ہلاک کردے گا (نیز) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی جانب ان کی باہمی یگانگت واُلفت، نعمت وآسودگی لوٹا دے گا اور اُن کے قریب و دور کو جمع کردے گا۔''

۹:-''ام المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مہدیؓ کا ذکر کرتے ہوئے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہدی حق ہے (یعنی اُن کا ظہور برحق اور ثابت ہے) اور وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا۔'' ☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

جامعۃ الحمید میں بیان: جامعۃ الحمید کے بانی استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جانؒ تھے، جو بنیادی طور پر ''لکی مروت'' خیبر پختونخوا کے رہنے والے تھے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ کے شاگرد رشید اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل تھے۔ آپ نے ۱۹۶۰ء میں دورۂ حدیث کیا۔ ہمارے بہاولپور خانقاہ سیرانی کے مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی مدظلہ آپ کے دورۂ حدیث شریف کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ مختلف دینی اداروں میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور میں بھی ۱۹۹۸ء سے ۲۰۱۱ء تک صدر مفتی رہے۔ جامعۃ الحمید عظیم آباد رائے ونڈ روڈ کی بنیاد ۲۰۰۵ء میں رکھی اور جامعہ اشرفیہ لاہور سے فارغ ہونے کے بعد باقاعدہ تعلیم کا سلسلہ ۲۰۱۱ء سے شروع کیا۔ آپ نے ۳۰/اکتوبر ۲۰۱۶ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ جامعہ اشرفیہ میں دورہ تفسیر بھی پڑھایا۔ ان کے تلامذہ آ کر بتلاتے کہ آج استاذ جی نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ تردید قادیانیت کا ذوق اپنے استاذ محترم شیخ بنوریؒ کی طرف سے ودیعت ہوا۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی وفات کے بعد ان کے فرزندار جمند مفتی عارف اللہ مدظلہ مہتمم بنائے گئے۔ جامعہ میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ دورۂ حدیث شریف کے شرکاء کی تعداد چودہ تخصص فی الفقہ کے شرکاء کی تعداد سولہ ہے۔ مجموعہ تعداد ۱۲۵ ہے۔ ۷/جنوری کو صبح ۱۲ بجے سے پونے ایک بجے دوپہر تک طلبا و اساتذہ کرام سے خطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔

جامع مسجد فاطمہ اسلامیہ پارک لاہور: مسجد کے بانی ڈاکٹر محمد عارف ہیں، جو جماعت اسلامی کے بانی مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی کے داماد ہیں۔ زمین سمیت کروڑوں روپے خرچ کر کے مسجد بنائی۔ ڈاکٹر محمد عارف آج کل امریکا میں زیر علاج ہیں۔ اللہ پاک صحت و عافیت سے سرفراز فرمائیں۔ مولانا منظور احمد راجپوت اس مسجد کے خطیب ہیں۔ ان کی دعوت پر ۷/جنوری کو بعد نماز مغرب بیان ہوا۔ مولانا منظور احمد راجپوت فیملی سے تعلق رکھتے ہیں، جو بنیادی طور پر بھکر کے رہنے والے ہیں، ایک عرصہ تک اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کی مختلف شاخوں میں ناظم رہے۔ غالباً ۱۹۸۴ء کی بات ہے کہ موصوف جامع مسجد صدیق اکبر ٹاؤن شپ میں خطیب تھے۔ ٹاؤن شپ کے علاقہ میں قادیانیوں کی سرگرمیاں سامنے آئیں تو موصوف کی استدعا پر راقم نے ایک جمعہ کا خطبہ دیا۔ مسجد کی انتظامیہ تبلیغی حضرات پر مشتمل تھی۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے کس کی اجازت سے مبلغ ختم نبوت کو بیان کرنے دیا؟ انہوں نے کہا کہ صدر کمیٹی کی اجازت سے۔ کمیٹی نے کہا کہ آئندہ جمعہ آپ نہیں آئیں گے۔ صدر کمیٹی سے پوچھا گیا کہ آپ نے کس کی اجازت سے ختم نبوت پر بیان کرنے دیا؟ صدر نے کہا کہ صدر بھی دوسروں سے اجازت لے تو صدارت کا کیا فائدہ۔ خطیب کو کمیٹی نے فارغ کیا تو صدر کمیٹی نے بھی استعفیٰ دے دیا۔ جب یہ واقعہ راقم نے یاد دلایا تو موصوف کافی دیر تک ہنستے رہے۔ بہرحال مغرب کی نماز کے بعد عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر تقریباً آدھ گھنٹہ بیان ہوا اور سامعین سے قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کا وعدہ لیا گیا۔ اس پروگرام میں مولانا عبدالنعیم کے ساتھ ساتھ مولانا قاری عبدالعزیز کی بھی معیت حاصل رہی۔

خطبۂ جمعہ: جامع مسجد رحیمہ مسرت کالونی گلشن راوی اے بلاک کے خطیب مولانا مشہود احمد مدظلہ کی دعوت پر ۸/جنوری جمعۃ المبارک کا خطبہ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر دیا۔ جس میں بہت سے سرکاری ملازم بھی شریک نماز جمعہ تھے۔

جامعہ سراج العلوم رحمٰن پورہ میں طلبا سے خطیب: مدرسہ سراج العلوم کی بنیاد ۱۹۹۸ء میں رکھی گئی اور مدرسہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کے سجادہ نشین حضرت اقدس خواجہ سراج الدینؒ کی نسبت سے نام سراج العلوم رکھا گیا۔ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف بھی انہیں کی طرف منسوب ہے۔ درجۂ کتب کا اجرأ ۲۰۰۵ء میں کیا گیا، جو درجہ سادسہ تک پڑھائی جارہی ہیں۔ کلاس اول سے میٹرک تک عصری تعلیم بھی دی جاتی ہے اور باقاعدہ سبقاً سبقاً نصاب پڑھایا جاتا ہے۔ جامعہ کے بانی مولانا سعید احمد مدظلہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے فاضل ہیں

اورعرصہ دراز سے جامع مسجد بیت المکرّم شادمان کالونی لاہور میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔موصوف خواجہ خواجگان، قائدتحریک ختم نبوت مولانا خان محمد نوراللہ مرقدہ کے مسترشدین میں سے ہیں۔ ملک بھر کے علماء کرام اورمشائخ عظام کی تشریف آوری کا اعزاز بھی جامعہ کوحاصل ہے۔مدرسہ میں ایک سو سے زائدطلباتعلیم حاصل کررہے ہیں،جن کے قیام و طعام،علاج ومعالجہ کامدرسہ کفیل ہے۔۹رجنوری صبح ساڑھے گیارہ بجے سے سوا بارہ تک ’’مرزائیوں کا مسلمانوں کے بنیادی مسائل سے اختلاف‘‘ کے عنوان پرخطابت کی سعادت نصیب ہوئی۔

جامع مسجد بسم اللہ نشاط کالونی: جامع مسجد بسم اللہ نشاط کالونی لاہور کینٹ کے خطیب مولانا عبدالرحمٰن کی دعوت پرمولانا عبدالنعیم اورخلیل احمد کی معیت میں ۹رجنوری مغرب کی نماز کے بعد درس وبیان ہوا۔

مدرسہ امدادالعلوم رحمٰن پورہ میں بیان: مدرسہ امدادالعلوم کا سنگ بنیاد ۱۹۸۵ء میں برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے خلیفہ مولانا صوفی محمد اقبالؒ نے رکھا۔ جناب ڈاکٹر بشیر احمد ریاضؒ شہید مہتمم قرار پائے، جبکہ جامع مسجد امدادالعلوم کی بنیاد حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ نے رکھی۔ جناب ڈاکٹر بشیر احمد ریاضؒ کو ۱۸ر ذوالحجہ مطابق ۲۸راپریل ۱۹۹۷ ظلماً شہید کردیا گیا۔تب سے ان کے فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد عثمان ان کی جانشینی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں،موخرالذکر کی مساعی جمیلہ سے مدرسہ میں درجۂ خامسہ تک کتب پڑھائی جارہی ہیں۔ بارہ اساتذہ کرام کی نگرانی میں پونے دو سو طلبا علوم نبوت سے مستفید ہورہے ہیں۔۱۰رجنوری کو مولانا عبدالنعیم اور قاری عبدالعزیز کی معیت میں حاضری ہوئی۔ ظہر کی نماز کے بعد تقریباً پون گھنٹہ ’’عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، طلبا اور علماء کرام کی ذمہ داری‘‘ کے عنوان پر بیان ہوا۔

جامع مسجد سیّدنا علی المرتضیٰ بادامی باغ میں ختم نبوت کورس: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۸ تا ۱۰رجنوری کو تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس رکھا گیا۔۸رجنوری مولانا نعیم الدین مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک نے عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت وحقانیت پرلیکچر دیا۔۹رجنوری کو مولانا فضل الرحمٰن منگلہ مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ نے ’’قادیانی کلمہ کی حقیقت‘‘ کے عنوان پر پروجیکٹر کے ذریعہ لیکچر دیا۔۱۰رجنوری مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور، حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول اوران کی علامات پرتقریباً ایک گھنٹہ بیان کیا۔امام مہدی علیہ الرضوان، حضرت مسیح علیہ السلام کی علامات اورمرزا قادیانی سے تقابل کے عنوان پرخطاب کیا۔کورس کی سرپرستی مولانا مفتی محمد اجمل، صدارت جناب میاں پیر رضوان نفیس، انتظام مولانا عبدالنعیم، مولانا محمد فرمان، جناب محمد عمران بھٹی نے کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض جناب حامد بلوچ نے سرانجام دیئے۔کورس میں دسیوں افراد شریک ہوئے۔یہ اپنی نوعیت کا اس مسجد میں پہلا پروگرام تھا۔سامعین نے ذوق وشوق کے ساتھ نبھایا۔ بادامی باغ کا یونٹ بھی مستعد یونٹ ہے، عہدیداران درج ذیل ہیں: سرپرست: مولانا محمد اجمل، نگران: محمد حامد بلوچ، امیر: مولانا عرفان اللہ خان، نائب امیر: جناب محمد عرفان، ناظم نشرو اشاعت: حافظ محمد قاسم۔لاہور کے تمام پروگرام مولانا عبدالنعیم سلمہ کی مساعی جمیلہ سے منعقد ہوئے اورہورہے ہیں۔

جامعہ قاسمیہ رحمٰن پورہ: شیخ التفسیر امام الاولیاء، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی سرپرستی میں ۱۹۶۱ء میں قائم کیا گیا۔حضرت مولانا شاہ محمد مدظلہ جامعہ کے مہتمم ہیں۔ موصوف تلہ گنگ چکوال سے تعلق رکھتے ہیں۔امام اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ چکوال کے مسترشدین میں سے ہیں۔مجلس کے سرپرستوں میں سے ہیں۔ جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور کی مرزائیوں کے لاہوری گروپ سے واگزاری میں آپ کا بڑا کردار ہے۔نوے اورسو سال کے درمیان عمر ہوگی۔آج کل استغراقی کیفیت میں ہیں۔ان کے جانشین اورعزیز مولانا عظمت حیات کی مساعی جمیلہ سے آج سوا گیارہ بجے سے بارہ بجے تک پروگرام منعقد ہوا،جس میں ’’تحریک ختم نبوت میں علماء کرام کا کردار‘‘ کے عنوان پرگفتگو کی گئی اورطلباو اساتذہ کرام سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کرداراداکرنے کی درخواست کی گئی۔

جامع مسجد محمد رسول اللہ جیا موسیٰ: مولانا سیّد جنید شاہ متحرک اور فعال نوجوان عالم دین ہیں۔شاہدرہ کے علاقہ میں بھرپور طریقہ سے جماعتی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ان کی مساعی جمیلہ سے جامع مسجد محمد رسول اللہ جیا موسیٰ میں ۱۱رجنوری مغرب سے عشاء تک کورس طرز کا پروگرام منعقد ہوا،جس میں اکیڈمی کے اسٹوڈنٹس نے بھی شرکت کی تو مولانا عبدالنعیم کی معیت میں

حاضری ہوئی اور اوصافِ نبوت پر راقم کا بیان تلاوت ونعت کے بعد ہوا۔

مدرسہ اشرف العلوم: عنایت پارک جیا موسیٰ شاہدرہ لاہور میں ختم نبوت کے سلسلے میں بیان ہوا۔خصوصی خطاب مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ہوا۔ مولانا عبدالنعیم، مولانا سیّد جنید بخاری، مدرسہ کے مہتمم مولانا سیف اللہ ربانی سمیت کثیر تعداد میں علماء اور اہلِ علاقہ نے شرکت کی۔

چناب نگر میں ایک ہفتہ: جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کی بنیاد شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد نوراللہ مرقدہ نے رکھی۔ فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ نے اپنی زندگی کے بہترین آخری ایام چناب نگر میں گزارے، اس وقت چنیوٹ کے شیخ منظوراحمدؒنگران تھے۔انہوں نے دواڑھائی فٹ اونچی چار دیواری بنوائی، مسجد کے شمال کی طرف عارضی مسجد بنائی گئی اور ابتدائی عمارت مولانا غلام مصطفیٰ زیدمجدہ کا مکان جومسجد کے عقب میں واقع ہے بنایا گیا تھااور استاذ محترمؒ کی رہائش اسی مکان کے جنوبی کمرہ میں واقع تھی۔ راقم بھی غالباً جنوری، فروری اور مارچ ۱۹۷۸ء کے یخ بستہ دنوں میں استاذ جیؒ کی خدمت میں رہا، پھر حضرت مولانا تاج محمودؒ، حضرت مولانا محمد اشرف ہمدانیؒ کی مساعی جمیلہ سے آٹھ کمروں کاایک بلاک مسجد کے شمال کی طرف بنایا گیا، مختلف قرأ حضرات تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہتے۔ اللہ پاک کے فضل وکرم سے خوبصورت مسجد تعمیر ہوئی، پھر قدیم عمارت میں مغرب کی جانب دو درس گاہیں بنائی گئیں اور حسب ضرورت ان درس گاہوں پر اساتذہ کرام کے فیملی کوارٹرز تعمیر ہوئے۔

ابتداً درجہ قرآن، پھر درجۂ کتب کا آغاز ہوا، اب الحمدللہ! دورۂ حدیث شریف تک تمام درجات بھرپورطریقہ سے چل رہے ہیں۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس تقریباً سینتیس سال سے آب و تاب کے ساتھ منعقد ہورہی ہے۔ سالانہ تحفظ ختم نبوت کورس بھی تقریباً اتنے سالوں سے شعبان المعظم میں ہورہا ہے۔ چند سال قبل تخصص فی الفقہ وفی ختم نبوت کا بھی آغاز کیا گیا۔ مولانا رضوان عزیز ابتدائی سالوں میں تخصص کے انچارج رہے، پھر سکھر سے مولانا مفتی عبدالواحد نے اس کا چارج سنبھالااور آج کل دیپالپوراوکاڑہ کے مولانا مفتی محمد شعیب زیدہ مجدہ انچارج ہیں جو جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے فاضل ہیں۔تخصص کی کلاس پوراسال ہوتی ہے، جس میں فقہ وفتاویٰ کے علاوہ پورے سال ختم نبوت پر باقاعدہ کتب پڑھائی جاتی ہیں۔تخصص کو تین سہ ماہوں میں تقسیم کیا گیا ہے، پہلی سہ ماہی میں مولانا مفتی محمد شعیب سلمہ نے اصولِ افتاء کے ساتھ ساتھ اسلام اور جدید معیشت وتجارت پر لیکچر دیئے۔ جامعہ کے استاذ مولانا شفیق الرحمٰن سلمہ نے مقدمہ شامی پڑھائی۔ مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ جو جامعہ کے شیخ الحدیث ہیں نے عقیدۂ ختم نبوت پرلیکچر دیئے۔ مولانا رضوان عزیز زیدمجدہ نے تقابل ادیان پرلیکچر دیئے۔ پہلی سہ ماہی میں جامعہ کے استاذ مولانا قاری محمد اصغر نے تخصص کے طلبا کوکمپیوٹر کی ابتدائی مشق کرائی اور کمپوزنگ سکھلائی۔

دوسری سہ ماہی: بحوث فی قضایا فقھیہ معاصرہ کے دومقالات(**بیع بالاتقیط بیع حقوق المجردہ**)پڑھائے گئےاورساتھ ہی ’’الاشباہ والنظائر‘‘ کےقواعد پڑھائے گئے۔ مولانا غلام رسول مدظلہ کا عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت، قادیانیت کےشکوک وشبہات پر پوری سہ ماہی میں لیکچرز جاری رہے۔ مولانا رضوان عزیز نے تقابل ادیان پردوسری سہ ماہی اسباق پڑھائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی سلمہ نے عیسائیت کے عقائداوران کا تجزیہ پڑھایااور دیگراساتذہ کرام اور علماء کرام بھی وقتاً فوقتاً تشریف لاکرمفتی صاحبان کی تربیت پربیانات فرماتے رہے۔

تیسری سہ ماہی: تیسری سہ ماہی میں بھی مولانا محمد شعیب صاحب نے مناہج البحث والتحقیق پرلیکچرز دیئے۔ اسلام آباد سے جناب محترم ایڈووکیٹ مولانا آفاق عباسی صاحب تشریف لائے اور مفتیان کرام کوقانون پرلیکچرز دیئے۔ اس سہ ماہی میں مفتیان کرام نے ختم نبوت اورفقہ اسلامی کے موضوعات پر مقالے تحریر کئے اور جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول دین پوری حفظہ اللہ کا درس ختم نبوت اس سہ ماہی میں بھی جاری رہا۔اس کے علاوہ دیگرموضوعات مثلاً اسلامک بینکنگ، حلال فوڈز وغیرہ پر دوسرے شہروں سے علماء کرام تشریف لائے اور مفتیان کرام کولیکچرز دیئے۔ ہمارے دارالافتاء کے ذمہ دار حضرات میں سے جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد سے حضرت مولانا مفتی اعجاز حفظہ اللہ اور حضرت مولانا مفتی عالمگیر حفظہ اللہ تشریف لائے اور مفتیان کرام کوفقہ اسلامی کے بارے میں لیکچرزدیئے۔ (باقی صفحہ 26پر)

کراچی کے تمام اضلاع کے دینی مدارس میں

ایک روزہ تحفظ ختم نبوت کورس

رپورٹ: مولانا محمد رضوان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کراچی کے تمام اضلاع کے دینی مدارس میں طلبا و طالبات کے لئے ایک روزہ ’’تحفظ ختم نبوت کورس‘‘ منعقد کیا گیا۔ اس سلسلہ میں مدارس کے ناظمین تعلیمات اور مہتممین حضرات سے خصوصی ملاقات کی گئی، اس ملاقات میں حضرت امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم کا خط پیش کیا گیا، جس میں مدارس کے ذمہ داران سے تعاون کی اپیل کی گئی تھی تاکہ طلبا و طالبات کو عقیدۂ ختم نبوت سے آگاہ کیا جاسکے۔

الحمدللہ! تمام حضرات نے اس خط کو اپنے اور ادارہ کے لئے دارین کی سعادت سمجھتے ہوئے قبول فرمایا اور سالانہ امتحانات قریب ہونے کی وجہ سے وقت کی تنگی اور اسباق کی زیادتی کے باوجود کورس کی ترتیب قائم کی۔

کورس کا دورانیہ صبح ۸ تا ۱۲ بجے طے کیا گیا، جس مدرسہ میں پروگرام رکھا جاتا تمام طلبا مسجد و مدرسہ کے ہال میں تشریف فرما ہوتے اور مبلغین ختم نبوت اپنے اپنے عنوان پر ان طلبا کو پڑھاتے رہے۔ اس تربیتی کورس میں جن حضرات علماء کرام و مبلغین ختم نبوت نے اسباق پڑھائے ان میں حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی، مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ، مولانا عبدالحئی مطمئن، مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ، مولانا محمد عادل غنی، مولانا مسعود احمد لغاری، مولانا محمد کلیم اللہ نعمان، مولانا محمد شعیب کمال، مولانا محمد ابرار شریف، مولانا محمد قاسم اور راقم (مولانا محمد رضوان) شامل تھے۔ اس کورس میں درج ذیل عنوانات پر درس دیا گیا:

(۱) عقیدۂ ختم نبوت: قرآن و حدیث کی روشنی میں، (۲) عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت، (۳) رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام، (۴) ظہور حضرت امام مہدی علیہ الرضوان، (۵) تحاریک ختم نبوت تاریخ کے آئینہ میں، (۶) فتنہ قادیانیت اور اس کا تعاقب، (۷) تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری۔ یہاں ہر ضلع کے مدارس کا اندراج کیا جاتا ہے:

ضلع شرقی:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے اس ضلع کی ذمہ داری راقم الحروف کے کندھوں پر ہے۔ یہاں الحمدللہ! ۲۱ مدارس میں تربیتی کورس کا اہتمام کیا گیا، تقریباً ۳۵۰۰ سے زائد طلبا و طالبات شریک ہوئے:

مدارس: (۱) جامعۃ السعید پی ای سی ایچ ایس سوسائٹی، (۲) جامعہ تعلیم القرآن والسنہ منظور کالونی، (۳) جامعہ مصباح العلوم محمودیہ منظور کالونی، (۴) مدرسہ عائشہ للبنات اکبر مسجد آفیسر سوسائٹی، (۵) ادارہ مدینۃ العلوم لیاقت آباد، (۶) مدرسہ عربیہ اویس قرنی غوثیہ کالونی پی آئی بی، (۷) مدرسہ عربیہ فرقانیہ جیل چورنگی، (۸) مدرسہ تعلیم القرآن الفلاح مسجد پی ای سی ایچ سوسائٹی، (۹) جامعہ اسلامیہ درویشیہ سندھی مسلم سوسائٹی، (۱۰) جامعہ آمنہ للبنات بڑا بورڈ، (۱۱) جامعہ الٰہیہ لیاقت آباد، (۱۲) مدرسہ تعلیم القرآن گرومندر،

بقیہ:......دعوتی و تبلیغی اسفار

راقم الحروف ہر سال ایک ہفتہ کے لئے اسباق پڑھانے جامعہ خاتم النبیین مسلم کالونی چناب نگر آتا ہے۔ امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا انتخاب حدیث مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ کی ترتیب و تبویب، جبکہ الشیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ وائس چانسلر ریاض یونیورسٹی (سعودی عرب) نے اس کی تحقیق و تخریج کی اور حوالہ جات کی تخریج کی ’’التصریح بما تواتر فی نزول المسیح‘‘ جس میں پچھتر احادیث نبویہ، تتمہ و استدراک کے نام سے شیخ عبدالفتاحؒ نے دس احادیث کا اضافہ کیا۔ پچھتر احادیث کریمہ کے ساتھ ساتھ ۲۲ آثار صحابہ بھی ہیں۔ آثار میں شیخؒ نے مزید دس آثار کا اضافہ کیا، گویا کتاب میں پچاسی احادیث نبویہ، بتیس آثار صحابہ ہیں۔ راقم کو ۱۶ تا ۲۲ رجنوری ۲۰۲۱ء تک مفتی صاحبان کی خدمت کا موقع ملا۔ ہمارے جامعہ میں تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ ذکر و اذکار بھی کرائے جاتے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد سورۂ یٰسین، ظہر کی نماز کے فضائل اعمال، عصر کے بعد درود شریف کی محفل منعقد ہوتی ہے۔

(۱۳)مدرسہ زکریا الخیریہ فیڈرل بی ایریا، (۱۴)مدرسہ امام محمد سہراب گوٹھ، (۱۵)معہد الخلیل الاسلامی بہادر آباد، (۱۶)جامعہ عربیہ عباسیہ گرومندر، (۱۷)مدرسہ مصباح العلوم جیل چورنگی، (۱۸)مدرسہ دارالصلحاء چاؤلہ مارکیٹ ناظم آباد، (۱۹)مدرسہ نظامیہ نزد عباسی شہید ہسپتال ناظم آباد، (۲۰)مدرسہ تعلیمات قرآنیہ گولی مار، (۲۱)مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ محمد علی سوسائٹی۔

ضلع جنوبی:

ضلع جنوبی میں منعقدہ تحفظ ختم نبوت کورس میں ۱۷ مدارس کے ۳۲۰۰ طلبا و طالبات شریک ہوئے۔ اس ضلع کے مسؤل مولانا محمد کلیم اللہ نعمان ہیں جو امامت و خطابت اور تدریس کے ساتھ ساتھ اعزازی طور پر جماعتی کام سے وابستہ ہیں۔

مدارس: (۱)جونا مسجد آگرہ تاج لیاری، (۲)مدرسہ نظامیہ لیاری، (۳)جامعۃ ترتیل القرآن لیاری، (۴)مدرسہ چشتیہ عرفات مسجد، (۵)جامعہ عثمانیہ بہار کالونی لیاری، (۶)مدرسہ قدوسیہ للبنات لیاری، (۷)مدرسہ کریمیہ لیاری، (۸)جامعہ محمودیہ میراں ناکہ، (۹)جامعۃ الصالحات لیاری، (۱۰)مدرسہ یوسفیہ کھتری مسجد لیاری، (۱۱)مدرسہ غفوریہ گارڈن، (۱۲)مدرسہ فتحیہ گارڈن، (۱۳)مدرسہ دولت القرآن شو مارکیٹ، (۱۴)نورانی مسجد صرافہ بازار، (۱۵)مدرسہ معہد الشیخ دہلی کالونی، (۱۶)مدرسہ اسلامیہ معارف القرآن کیماڑی، (۱۷)جامعہ سعیدیہ زمزمہ کلفٹن۔

ضلع کورنگی:

اس ضلع کے نگران مولانا محمد عادل غنی ہیں، ذی استعداد عالم دین ہیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکز خاتم النبیین مسجد (گرین ٹاؤن شاہ فیصل کالونی) کے امام وخطیب ہیں۔ اس ضلع کے ۷ مدارس میں ایک روزہ تربیتی کورس ہوا، جس میں تقریباً ۱۵۱۰ طلبا شریک ہوئے۔

مدارس: (۱)جامعہ اشرف العلوم کورنگی، (۲)جامعہ انوارالصحابہ گلشن اقبال، (۳)جامعہ عربیہ اسلامیہ اسکاؤٹ کالونی، (۴)جامعہ ابراہیم الاسلامیہ گلشن اقبال، (۵)جامعہ صدیقیہ شاہ فیصل کالونی، (۶)جامعہ علی شاہ فیصل کالونی، (۷)مدرسہ یعقوبیہ گلشن اقبال۔

ضلع غربی:

اس ضلع کے ذمہ دار مولانا محمد شعیب کمال ہیں جو اپنی دیگر مصروفیات کے ساتھ ساتھ تحفظ ختم نبوت کے کام سے وابستہ ہیں۔ اس ضلع کے ۱۳ مدارس میں کورس ہوا، جس میں تقریباً ۶۲۵ طلبا شریک ہوئے۔

مدارس: (۱)جامعہ ربانیہ قصبہ کالونی، (۲)جامعہ عثمانیہ بھٹو کالونی، (۳)دارالعلوم تعلیم القرآن الواجد ٹاؤن اورنگی، (۴)جامعہ عبداللہ ابن مسعود فرنٹیئر کالونی، (۵)جامعہ انوارالقرآن فرنٹیئر کالونی، (۶)جامعہ مرکز العلوم البدر مسجد ایم پی آر کالونی، (۷)نورانی مسجد فقیر کالونی، (۸)جامعہ عربیہ تعلیم القرآن بلدیہ ٹاؤن، (۹)جامعہ حقانیہ بلدیہ ٹاؤن، (۱۰)جامعہ عثمانیہ یوسف گوٹھ، (۱۱)جامعہ ابو ہریرہ اتحاد ٹاؤن، (۱۲)جامعہ ندوۃ العلم بلدیہ ٹاؤن، (۱۳)جامعہ صفہ بلدیہ ٹاؤن۔

ضلع ملیر:

اس ضلع کے نگران مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ ہیں، جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ اور ضلع ملیر کے مرکز اقصیٰ مسجد (شاہ لطیف ٹاؤن) کے امام وخطیب ہیں۔ اس ضلع کے ۷ مدارس کے تقریباً ۱۵۱۷ طلبا شریک ہوئے۔

مدارس: (۱)مدرسہ سعد بن ابی وقاص حسن پہور گوٹھ، (۲)مدرسہ انوارالقرآن لانڈھی، (۳)جامعہ بیت العتیق گلشن حدید، (۴)مدرسہ تعلیم القرآن للبنات شاہ لطیف ٹاؤن، (۵)جامعہ فاطمۃ الزہرا للبنات گلشن حدید، (۶)جامعہ خدیجۃ الکبریٰ بھینس کالونی، (۷)مدرسہ ابن عباس۔

ضلع وسطی:

اس ضلع کے ذمہ دار حافظ سیّد عرفان علی شاہ ہیں۔ اس ضلع کے ۳ مدارس کے تقریباً ۲۸۰ طلبا شریک ہوئے۔

مدارس: (۱)جامعہ رحمانیہ بفرزون، (۲)جامعہ یٰسین القرآن نیو کراچی، (۳)مدرسہ انوارالقرآن الیون سی ون۔

اس طرح الحمدللہ! تمام کراچی کے ۶۸ مدارس کے تقریباً ۱۰۸۳۰ طلبا و طالبات نے کورس میں شرکت کی اور عقیدۂ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت سے روشناس ہوئے۔ ہر کورس کے آخر میں جماعت کی طرف سے تمام طلبا میں مختلف عنوانات پر لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ تمام علماء کرام، مبلغین ختم نبوت، کارکنان اور تمام اضلاع کے ذمہ داران کو جزائے خیر عطا فرمائے، جنہوں نے نہایت اخلاص، محبت اور جذبے کے ساتھ اس کورس کے لئے وقت نکالا اور اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کو خوب نبھایا۔ اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔☆☆

REGD. SS. 160

لانبی بعدی

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

نامور علماء ومناظرین و
ماہرین فن لیکچر دیں گے
انشاءاللہ

28واں سالانہ ختم نبوۃ کورس

زیر سرپرستی

حضرت استاذ المحدثین دامت برکاتہم
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

بتاریخ

27 مارچ 2021 تا 10 اپریل 2021

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا، جس کی قیمت تقریباً پانچ ہزار ہوگی
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔
- موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ

منجانب شعبہ نشر واشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی
0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670